بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

جلد 75 | شمارہ 25 | 02 محرم 1448 ہجری قمری | 18 احسان 1405 ہجری شمسی | 18 جون 2026ء (www.akhbarbadr.in)

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ خیانت کرنے والے گناہ گار کو پسند نہیں کرتا

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَخُوۡنُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ وَ تَخُوۡنُوۡۤا اَمٰنٰتِکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ (الانفال:28)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور (اس کے) رسول سے خیانت نہ کرو ورنہ تم اس کے نتیجہ میں خود اپنی امانتوں سے خیانت کرنے لگو گے جبکہ تم (اس خیانت کو) جانتے ہوگے۔

وَلَا تُجَادِلۡ عَنِ الَّذِیۡنَ یَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ خَوَّانًا اَثِیۡمًا (النساء:108)

اور ان لوگوں کی طرف سے بحث نہ کر جو اپنے نفسوں سے خیانت کرتے ہیں۔ یقیناً اللہ سخت خیانت کرنے والے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔

ارشاد نبوی ﷺ

خیانت کرنا منافق کی علامات میں سے ایک علامت ہے

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ عَمۡرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيۡہِ وَسَلَّمَ: " أَرۡبَعٌ مَنۡ كُنَّ فِيۡہِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنۡ كَانَتۡ فِيۡہِ خَلَّةٌ مِنۡهُنَّ، كَانَتۡ فِيۡہِ خَلَّةٌ مِنۡ نِفَاقٍ حَتَّى يَدَعَهَا، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخۡلَفَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ "، غَيۡرَ أَنَّ فِي حَدِيۡثِ سُفۡيَانَ: وَإِنۡ كَانَتۡ فِيۡہِ خَصۡلَةٌ مِنۡهُنَّ، كَانَتۡ فِيۡہِ خَصۡلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: چار ایسی علامتیں ہیں کہ جس میں وہ ہوں وہ پکا منافق ہوگا۔ اور جس میں ان میں سے ایک ہو اس میں ایک خصلت نفاق کی ہوگی سوائے اس کے کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ وہ چار باتیں یہ ہیں۔ جب اسے امین بنایا جائے تو وہ خیانت کرتا ہے۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے۔ جب کسی سے معاہدہ کرے تو بے وفائی کرتا ہے۔ اور جب کسی سے جھگڑ پڑے تو گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔

(مسلم کتاب الایمان۔ باب بیان خصال المنافق)

تبرکات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

امانت داری میں انسان کا حسن ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

’’ہر مومن کا یہی حال ہوتا ہے۔ اگر وہ اخلاص اور وفاداری سے اُس کا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کا ولی بنتا ہے لیکن اگر ایمان کی عمارت بوسیدہ ہے تو پھر بے شک خطرہ ہوتا ہے۔ ہم کسی کے دل کا حال تو جانتے ہی نہیں۔ سینہ کا علم تو خدا کو ہی ہے مگر انسان اپنی خیانت سے پکڑا جاتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ سے معاملہ صاف نہیں تو پھر بیعت فائدہ دے گی نہ کچھ اَور۔ لیکن جب خالص خدا ہی کا ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اُس کی خاص حفاظت کرتا ہے۔ اگرچہ وہ سب کا خدا ہے مگر جو اپنے آپ کو خاص کرتے ہیں اُن پر خاص تجلّی کرتا ہے اور خدا کے لئے خاص ہونا یہی ہے کہ نفس بالکل چکنا چور ہو کر اُس کا کوئی ریزہ باقی نہ رہ جائے۔ اس لئے میں بار بار اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ بیعت پر ہرگز ناز نہ کرو اگر دل پاک نہیں ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھنا کیا فائدہ دے گا جب دل دُور ہے۔ جب دل اور زبان میں اتفاق نہیں تو میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر منافقانہ اقرار کرتے ہیں۔ تو یاد رکھو ایسے شخص کو دوہرا عذاب ہوگا مگر جو سچا اقرار کرتا ہے اُس کے بڑے بڑے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کو ایک نئی زندگی ملتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۶۵ الحکم ۱۴ ؍فروری ۱۹۰۳ء)

پھر ایک اور مقام پر آپؑ فرماتے ہیں:

’’انسان کی پیدائش میں دو قسم کے حُسن ہیں۔ ایک حُسن معاملہ اور وہ یہ کہ انسان خدا تعالیٰ کی تمام امانتوں اور عہد کے ادا کرنے میں یہ رعایت رکھے کہ کوئی امر حتّی الوسع ان کے متعلق فوت نہ ہو۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں رَاعُوۡنَ کا لفظ اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ایسا ہی لازم ہے کہ انسان مخلوق کی امانتوں اور عہد کی نسبت بھی یہی لحاظ رکھے یعنی حقوق اللہ اور حقوقِ عباد میں تقویٰ سے کام لے۔ یہ حُسن معاملہ ہے یا یوں کہو کہ روحانی خوبصورتی ہے‘‘۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ۲۱۸)

❁❁❁

تبرکات حضرت مصلح موعودؓ

امانت داری کے معاملہ میں تقویٰ اللہ سے کام لینا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 284 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

فَاِنۡ اَمِنَ بَعۡضُکُمۡ بَعۡضًا فَلۡیُؤَدِّ الَّذِی اؤۡتُمِنَ اَمَانَتَہٗ وَلۡیَتَّقِ اللّٰہَ رَبَّہٗ اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے متعلق مطمئن ہو اور اسے بلا رہن روپیہ دے دے تو وہ شخص جسے روپیہ دیا گیا ہے اور جسے امین جانا گیا ہے اس کا فرض ہے کہ دوسرے کے مطالبہ پر روپیہ بلا حجت واپس کر دے اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے۔ اس جگہ قرض کو امانت قرار دیا گیا ہے جس میں یہ حکمت ہے کہ دنیا میں عام طور پر امانت کی ادائیگی تو ضروری سمجھی جاتی ہے۔ لیکن قرض کی ادائیگی میں ناواجب تساہل اور غفلت سے کام لیا جاتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرض بھی ایک امانت ہی کی قسم ہے.......... اس آیت سے ہر قسم کی امانتوں کی حفاظت اور ان کی بروقت واپسی کا بھی ایک عام سبق ملتا ہے جس کی طرف قرآن کریم کی ایک دوسری آیت {وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ لِاَمٰنٰتِہِمۡ وَعَہۡدِہِمۡ رٰعُوۡنَ} (المومنون:9) میں بھی اشارہ کیا گیا ہے اور نصیحت فرمائی ہے کہ تمدنی معاملات کی ایک اہم شاخ دوسرے کے پاس امانت رکھوانا بھی ہے۔ پس نہ صرف قرض کے معاملات میں بلکہ امانت کے معاملہ میں بھی تمہیں تقویٰ اللہ سے کام لینا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ امانت لینے والا آئے اور تم واپسی میں پس و پیش کرنے لگ جاؤ۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۶۴۸، ۶۴۹)

❁❁❁❁

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 12؍جون 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

جلسہ سالانہ میکسیکو (جنوبی امریکہ) کے موقع پر

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز پیغام کا اُردو مفہوم

پیارے احباب جماعت احمدیہ میکسیکو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ اپنا چھٹا جلسہ سالانہ مورخہ ۱۲ و ۱۳ ستمبر ۲۰۲۵ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو بڑی کامیابی سے نوازے اور آپ سب بے انتہا فضلوں کے وارث بنیں اور ہمارے دین اسلام کی خوبصورت اور پُرامن تعلیمات اور آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی راہنمائی کے متعلق اپنے علم اور فہم کو بڑھانے والے ہوں۔

جیسا کہ میں نے حال ہی میں جرمنی کے جلسہ سالانہ کے موقع پر سب کو یاد دہانی کروائی تھی، تمام شاملین کو دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلسہ میں آنے کے مقصد کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کو اس خیال سے اکٹھا نہیں ہونا چاہیے کہ یہ محض ایک عام اجتماع ہے، بلکہ آپ کو ان دنوں کے دوران اپنی علمی اور روحانی حالتوں کو بہتر بنانے کا عہد کرنا چاہیے۔ آپ سب کو اپنا وقت ذکرِ الٰہی اور دعا میں گزارنا چاہیے اور جماعت کی ترقی نیز شر سے محفوظ رہنے کے لیے دعا کرنی چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ’’اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوّت استحکام پذیر ہوں گے......‘‘

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء، مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳۶۰، ایڈیشن ۲۰۱۹ء)

میں آپ کو نصیحت کرتا ہو کہ جلسہ کے مقدس ماحول سے بھرپور فائدہ اٹھانے اور اپنے تقویٰ یعنی راستبازی کے معیار کو بڑھانے کی کوشش کریں اور اپنے اندر اللہ تعالیٰ کا حقیقی خوف پیدا کریں۔ آپ کو مسلسل خود احتسابی سے کام لینا چاہیے اور اپنی اندرونی حالتوں کو بہتر کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کریں تا کہ آپ ان بلند معیاروں کو پا سکیں جن کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے ممبران سے کی ہے۔

یقیناً یہ جلسہ آپ کے دلوں میں نرمی، شفقت اور عاجزی پیدا کرنے والا ہونا چاہیے۔ یہ جماعت کے اندر پیار اور بھائی چارہ کے رشتوں کو بڑھانے کا ذریعہ ہونا چاہیے اور نہ صرف ایک دوسرے کا خیال رکھنے میں بلکہ باقی انسانیت کی بھی خدمت کرنے میں آپ کو ایک عمدہ مثال قائم کرنے والا بننا چاہیے۔ آپ کو اپنے روزمرہ کے طرزِ عمل اور رویّے میں عاجزی اور نرمی پیدا کرنی چاہیے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ اسلام کی خدمت کا شوق اور جذبہ نیز آپ کو ہمارے خالق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کرنا چاہیے۔

آپ کو بیعت کی تمام شرائط پر عمل کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔ یہ شرائط بیعت آپ کی زندگی کی مشعل راہ ہونی چاہئیں اور اگر آپ اپنے آپ کو ان شرائط کے مطابق ڈھالیں، خود احتسابی کرتے ہوئے اپنے روزمرہ کے کاموں اور اعمال کا دوبارہ جائزہ لیں گے تب ہی آپ زیادہ بہتر احمدی مسلمان بن سکتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں آپ دنیا میں ایک حقیقی روحانی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مَیں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اولین ترجیح دیں۔ یاد رکھیں کہ خلافت احمدیہ کا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔ جب احمدی خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں، تو یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اس عہد کو پورا کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں۔ اگر جماعت کا ہر ممبر خلیفۃ المسیح کی دی ہوئی ہدایات اور راہنمائی پر اخلاص سے عمل کرے تو اطاعت اور اتحاد کے اعلیٰ ترین معیار قائم ہوں گے اور اس کے نتیجے میں جماعت انسانیت کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف واپس لانے اور دنیا میں امن و ہم آہنگی قائم کرنے کے اپنے کام میں بہت ترقی کرے گی۔

لہٰذا خلیفۃ المسیح کے ساتھ ایک قریبی تعلق قائم کرنے کی کوشش کریں اور ہمیشہ وفادار رہیں۔ آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہیے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہنا چاہئے۔ خصوصی طور پر آپ کو میرے خطبات جمعہ اور دیگر مواقع پر دیے گئے خطابات باقاعدگی سے سننے چاہئیں۔

میں آپ کو تبلیغ کے حوالے سے آپ کی اہم ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں جو ہر احمدی مسلمان کے لیے لازمی ہے۔ آپ کو حکمت عملی سے منصوبہ بندی کرنی چاہیے اور میکسیکو کے تمام لوگوں تک اسلام احمدیت کا پُرامن پیغام پہنچانے کے لیے نئے اور مؤثر ذرائع ڈھونڈنے چاہئیں۔

آخر پر میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ اپنے جلسہ کی کارروائی سے بھرپور استفادہ کریں اور اپنے ایمان کو مضبوط کریں۔ خدا تعالیٰ آپ کی زندگیوں میں ایک حقیقی تبدیلی پیدا فرمائے اور تقویٰ اور نیک اعمال میں بڑھائے نیز اسلام اور انسانیت کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر فضل فرمائے۔ آمین

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 14 مئی 2026)

❁❁❁

احبابِ جماعت احمدیہ عالمگیر کے لیے

ایک ضروری یاددہانی!

اپنے پیارے امام امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت ارشاد کے زیرِ تابع اپنے آپ کو روحانی آہنی قلعے میں محفوظ کرنے کے لیے

کیا آج ہم نے درج ذیل دعاؤں کا وِرد کرلیا ہے؟

200 دفعہ دُرود شریف

(بڑی عمر کے افراد 200 دفعہ-15 سے 25 سال کے افراد، (کم از کم) 100 دفعہ-بچے 33 دفعہ-چھوٹے بچے، 3 سے 4 دفعہ-والدین کے ساتھ)

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

(ترجمہ: پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ۔ پاک ہے اللہ جو بہت عظمت والا ہے۔
اے اللہ! رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمدؐ کی آل پر)

(Holy is Allah and worthy of all praise. Holy is Allah,the Great. O Allah! bestow Your blessings on Muhammad[sa] and on the people of Muhammad[sa].)

100 دفعہ اِستغفار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ

(ترجمہ: میں اللہ سے ہر گناہ کی بخشش مانگتا ہوں جو میرا رب ہے اور میں اُسی کی طرف جھکتا ہوں)

100 دفعہ درج ذیل دعا

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ

(ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے ربّ! پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما)

(O my Lord! Everything serves You. So, O my Lord, protect me and help me and have mercy on me.)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو انفرادی اور اجتماعی ہر لحاظ سے اس روحانی آہنی قلعے میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

❁❁❁

ایڈیشنل نظارت اصلاح و ارشاد نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

خطبہ جمعہ

❁ ’’جو شخص عاجزی سے خدا تعالیٰ کی رضا کو طلب کرتا ہے۔ خدا اس پر راضی ہوتا ہے‘‘ (حضرت اقدس مسیح موعودؑ)

❁ ’’آپؑ کی عاجزی کے اعلیٰ معیار کو دیکھتے ہوئے خود اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو الہاماً اس کی سند عطا فرمائی۔ 18/مارچ 1907ء کو آپؑ کو الہام ہوا کہ ’’تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں‘‘

❁ ’’ہمارے اصولوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم ایک سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ تمام تکلّفات جو کہ آج کل یورپ نے لوازمہ زندگی بنا رکھے ہیں ان سے ہماری مجلس پاک ہے۔ رسم و عادت کے ہم پابند نہیں ہیں‘‘

❁ ’’عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔ عاجزی کا سیکھنا مشکل نہیں ہے۔ اس کا سیکھنا ہی کیا ہے انسان تو خود ہی عاجز ہے اور وہ عاجزی کے لیے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ...... تکبر وغیرہ سب بناوٹی چیزیں ہیں۔ اگر وہ اس بناوٹ کو اتار دے تو پھر اس کی فطرت میں عاجزی ہی نظر آوے گی‘‘

❁ ’’انسان کو چاہیے کہ جب کہیں جاوے تو سب سے نیچی جگہ اپنے لیے تجویز کرے۔ اگر وہ کسی اَور جگہ کے لائق ہوگا تو میزبان خود اسے بلا کر جگہ دے گا اور اس کی عزّت کرے گا‘‘

❁ ’’انسان کو چاہیے کہ تمام تکبر اور بڑائی کے خیالات کو دور کرے۔ عاجزی اور خاکساری کو اختیار کرے‘‘

❁ ’’انسان بیعت کنندہ کو اوّل انکساری اور عجز اختیار کرنی پڑتی ہے اور اپنی خودی اور نفسانیت سے الگ ہونا پڑتا ہے۔ تب وہ نشوونما کے قابل ہوتا ہے لیکن جو بیعت کے ساتھ نفسانیت بھی رکھتا ہے اسے ہرگز فیض حاصل نہیں ہوتا

❁ ’’جس قدر نرمی تم اختیار کرو گے اور جس قدر فروتنی اور تواضع کرو گے اللہ تعالیٰ اسی قدر تم سے خوش ہوگا‘‘

❁ ’’غربت کے ساتھ بے شر ہو کر مسکینی اور عاجزی میں جو لوگ مرتے ہیں ان کی پیشوائی کے واسطے گویا بہشت آگے آتا ہے‘‘

❁ ’’انسان جب تک ایک غریب و بیکس بڑھیا کے ساتھ وہ اخلاق نہ برتے جو ایک اعلیٰ نسب عالی جاہ انسان کے ساتھ برتتا ہے یا برتنے چاہئیں اور ہر ایک طرح کے غرور، رعونت و کبر سے اپنے آپ کو نہ بچاوے وہ ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتا‘‘

❁ ’’جب انسان کو کامیابی حاصل ہوجاتی ہے اور عجز و مصیبت کی حالت نہیں رہتی تو جو شخص اس وقت انکسار کو اختیار کرے اور خدا کو یاد رکھے وہ کامل ہے۔‘‘

❁ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گھر کا کوئی کام کرنے سے کبھی عار نہ تھی۔ چارپائیاں خود بچھا لیتے تھے۔ فرش کر لیتے تھے۔ بستر ہ کر لیا کرتے تھے۔ کبھی یک دم بارش آجاتی تو چھوٹے بچے تو چارپائیوں پر سوتے رہتے حضور ایک طرف سے خود ان کی چارپائیاں پکڑتے دوسری طرف سے کوئی اَور شخص پکڑتا اور اندر برآمدہ میں کروا لیتے۔‘‘ (روایت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ)

❁ ’’رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت میں...... فرمایا کہ تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ پھر بعد اس کے عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے کیونکہ خالصاً خدا اور اس کے رسول کے لئے انکسار و تذلّل اختیار کیا گیا اس لئے اس محسن مطلق نے نہ چاہا کہ اس کو بغیر اجر کے چھوڑے۔‘‘

❁ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کی بدزبانی اور تکبر کے مقابلے پر حضور علیہ السلام کے دل میں ہمدردی اور خیر خواہی اور عجز و انکسار کا ایک سمندر موجزن ہے

❁ ’’میرے خیال میں اخلاق کے تمام حصوں میں سے جس قدر خدا تعالیٰ تواضع اور فروتنی اور انکسار اور ہر ایک ایسے تذلّل کو جو منافی نخوت ہے پسند کرتا ہے ایسا کوئی شعبہ خلق کا اس کو پسند نہیں‘‘

❁ ’’ہمارے لئے بھی بہتر ہے کہ جیسے ہم درحقیقت خاکسار ہیں۔ خاک ہی بنے رہیں جبکہ ہمارا مولیٰ ہم سے تکبر اور نخوت پسند نہیں کرتا تو کیوں کریں۔ ہمارے لئے ایسی عزّت سے بے عزتی اچھی ہے جس سے ہم مورد عتاب ہوجائیں‘‘

❁ ’’آپؑ کا ہر قول اور فعل عاجزی کے اظہار سے بھرا ہوا تھا۔ صرف ایک جستجو تھی صرف یہ کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ اس کے پیغام کو دنیا میں پہنچایا جائے اس کی وحدانیت کو قائم کیا جائے۔ ہمیں بھی بار بار آپؑ نے یہی نصیحت فرمائی کہ عاجزی اختیار کرو۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ اور یہی چیز تمہیں خدا تعالیٰ کا قرب بھی دلائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عاجزی کی راہوں کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی عاجزی اور انکساری کے واقعات

نیز اپنی جماعت کو عجز و انکسار اختیار کرنے کی نصیحت

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 29/مئی 2026ء بمطابق 29/ہجرت 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور سنت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادقؑ کی عاجزی اور انکساری کے واقعات اور اپنی جماعت کو عاجزی و انکساری اختیار کرنے کی نصیحت کے حوالے سے آج کچھ کہوں گا۔

آپؑ کی عاجزی کے اعلیٰ معیار کو دیکھتے ہوئے خود اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو الہاماً اس کی سند عطا فرمائی۔ 18/مارچ 1907ء کو آپؑ کو الہام ہوا کہ ’’تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں۔‘‘

(تذکرہ صفحہ 675، ایڈیشن 2023ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

’’اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہیں۔ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بِحَدِّی اتحاد ہے‘‘ یعنی ایک ہی طرح کا اتحاد ہے ’’کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع تھی اور یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593-594 بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

ایک دفعہ ’’ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ حضور نے حقیقۃ الوحی کے لکھنے۔‘‘ اور یہ کتاب آخری زندگی میں لکھی گئی تھی۔ اس کے لکھنے ’’اور پروفوں کے بار بار پڑھنے میں بہت محنت اٹھائی ہے اور یہی وجہ

ہے کہ بار بار حضور کی طبیعت علیل ہو جاتی ہے۔ اب حضور چند روز بالکل آرام فرماویں اور پڑھنے لکھنے کے کام کو بالکل ترک فرماویں۔ حضرتؑ نے جواب فرمایا:

ہماری محنت ہی کیا ہے۔ ہمیں تو شرم آتی ہے جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی محنتوں کی طرف نگاہ کرتے ہیں کہ کس طرح خوشی کے ساتھ انہوں نے خدا کی راہ میں اپنے سر بھی کٹوا دیئے۔“(ملفوظات جلد 9 صفحہ 182، ایڈیشن 2022ء)

ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں:

”کم فہم لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ میں اپنے مدارج کو حد سے بڑھاتا ہوں۔“ یعنی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے درجے بہت بڑھا رہے ہیں۔ فرمایا کہ ”مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری طبیعت اور فطرت میں ہی یہ بات نہیں کہ میں اپنے آپ کو کسی تعریف کا خواہش مند پاؤں اور اپنی عظمت کے اظہار سے خوش ہوں۔ مَیں ہمیشہ انکساری اور گمنامی کی زندگی پسند کرتا رہا لیکن یہ میرے اختیار اور طاقت سے باہر تھا کہ خدا تعالیٰ نے خود مجھے باہر نکالا اور جس قدر میری تعریف اور بزرگی کا اظہار اس نے اپنے پاک کلام میں جو مجھ پر نازل کیا گیا ہے کیا۔“ آپؑ نے فرمایا کہ ”یہ ساری تعریف اور بزرگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 114، ایڈیشن 2022ء)

نَومسلموں کو بھی آپؑ اسلام کی عاجزی اور سادگی کی تعلیم کی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

چنانچہ لکھا ہے کہ 22/اکتوبر 1903ء کو حضرت اقدسؑ کی خدمت میں ایک آسٹریلین نومسلم جن کا نام محمد عبدالحق تھا آیا۔ دوران گفتگو حضرت اقدس نے اسے فرمایا کہ

”ہمارے اصولوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم ایک سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ تمام تکلّفات جو کہ آج کل یورپ نے لوازمہ زندگی بنا رکھے ہیں ان سے ہماری مجلس پاک ہے۔ رسم و عادت کے ہم پابند نہیں ہیں۔ اس حد تک ہر ایک عادت کی رعایت رکھتے ہیں کہ جس کے ترک سے کسی تکلیف یا معصیت کا اندیشہ ہو۔“ جس سے تکلیف نہ پہنچے، گناہ نہ ہو۔ ”باقی کھانے پینے اور نشست و برخاست میں ہم سادہ زندگی کو پسند کرتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 294و 298-299، ایڈیشن 2022ء)

یہ عاجزی کے اعلیٰ معیار ہیں جو آپؑ اپنی جماعت کے افراد میں بھی پیدا کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں:

”عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔ عاجزی کا سیکھنا مشکل نہیں ہے۔ اس کا سیکھنا ہی کیا ہے۔ انسان تو خود ہی عاجز ہے اور وہ عاجزی کے لیے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ......“ اور مَیں نے جنّوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ ”تکبر وغیرہ سب بناوٹی چیزیں ہیں۔ اگر وہ اس بناوٹ کو اتار دے تو پھر اس کی فطرت میں عاجزی ہی نظر آوے گی۔“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 38، ایڈیشن 2022ء)

پس یہ ہے وہ اصول جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب بھی حاصل ہوتا ہے۔

عاجزی اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں:

”مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں اور شرم سے بات کرتے ہیں اور غریبوں اور مسکینوں کی عزّت کرتے اور عاجزوں کو تعظیم سے پیش آتے ہیں اور کبھی شرارت اور تکبر کی وجہ سے ٹھٹھا نہیں کرتے اور اپنے ربّ کریم کو یاد رکھتے ہیں اور زمین پر غریبی سے چلتے ہیں۔ سو مَیں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لئے نجات طیار کی گئی ہے۔ جو شخص شرارت اور تکبر اور خود پسندی اور غرور اور دنیا پرستی اور لالچ اور بدکاری کی دوزخ سے اسی جہان میں باہر نہیں وہ اُس جہان میں کبھی باہر نہیں ہوگا۔“ یعنی کہ اِس جہان میں نیکی کے جو عمل ہوں گے وہی اگلے جہان میں بھی کام آئیں گے۔ فرمایا کہ ”مَیں کیا کروں اور کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں جو اس گروہ کے دلوں پر کارگر ہوں۔“ یعنی مجھے ماننے والوں پر۔ ”خدایا مجھے ایسے الفاظ عطا فرما اور ایسی تقریریں الہام کر جو ان دلوں پر اپنا نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت سے ان کی زہر کو دور کر دیں۔ میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر یک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دور جا پڑیں گے اور اپنے ربّ سے ڈرتے رہیں گے۔“ (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 398)

بعض لوگوں کو جلسہ کے دنوں میں یا جب فنکشن ہوتے ہیں خاص طور پر آگے کرسیوں پر بیٹھنے کی خواہش ہوتی ہے۔ عموماً جلسوں وغیرہ پہ بعض دفعہ گرین ایریا یا ایسے علاقے ہیں جہاں خاص طور پر آگے بیٹھنے کے لیے قریب ہو کے خلیفہ وقت کو سننے کے لیے خاص خواہش کی جاتی ہے۔ تو بات ٹھیک ہے لیکن بعض دفعہ انائیں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔ یہ نہیں ہونی چاہئیں کیونکہ اس سے پھر انتظامات کرنے والوں کے لیے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

بہرحال ایسی خواہش رکھنے والوں کو نصیحت فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

”انسان کو چاہیے کہ جب کہیں جاوے تو سب سے نیچی جگہ اپنے لیے تجویز کرے۔ اگر وہ کسی اَور جگہ کے لائق ہوگا تو میزبان خود اسے بلا کر جگہ دے گا اور اس کی عزّت کرے گا۔“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 93، ایڈیشن 2022ء)

اگر آگے بٹھانا ہے تو ٹھیک ہے۔ ایک نظام ہے جو کہتا ہے درخواست دے دو ہم دیکھیں گے۔ اگر نظام نے درخواست پہ غور نہیں کیا یا بعض مجبوری کی وجہ سے انکار کر دیا ہے تو پھر بغیر کسی اعتراض کے، بغیر کسی دل میں شکوہ پیدا کیے اس کی بات کو تسلیم کر لینا چاہیے۔

پھر محبت الٰہی حاصل کرنے کے لیے بھی عاجزی ضروری ہے۔

اس بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:

”کوئی شخص محبت الٰہی اور رضائے الٰہی کو حاصل نہیں کر سکتا جب تک دو صفتیں اس میں پیدا نہ ہو جائیں۔ اوّل تکبر کو توڑنا جس طرح کہ کھڑا ہوا پہاڑ جس نے سر اونچا کیا ہوا ہوتا ہے گر کر زمین سے ہموار ہو جائے۔ اسی طرح انسان کو چاہیے کہ تمام تکبر اور بڑائی کے خیالات کو دور کرے۔ عاجزی اور خاکساری کو اختیار کرے۔

اور دوسرا یہ ہے کہ پہلے تمام تعلقات اس کے ٹوٹ جائیں جیسا کہ پہاڑ گر کر مُتَصَدِّعًا۔“ قرآن شریف میں مُتَصَدِّعًا کا لفظ آیا ہے یعنی ٹکڑے ٹکڑے ”ہو جاتا ہے۔ اینٹ سے اینٹ جدا ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی اس کے پہلے تعلقات جو موجب گندگی اور الٰہی نارضامندی کے تھے وہ سب تعلقات ٹوٹ جائیں۔“ مطلب یہ ہے کہ تمہارے اندر جو غلط تعلقات تھے ان کو توڑنا ہے۔ جب پرانے تعلقات جن سے برائیاں پیدا ہو رہی تھیں ٹوٹ جائیں۔ یہ مطلب نہیں کہ تمام رشتے ٹوٹ جائیں تا کہ پھر نیکی کی طرف رغبت پیدا ہو ”اور اب اس کی ملاقاتیں اور دوستیاں اور محبتیں اور عداوتیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے رہ جائیں۔“(ملفوظات جلد 2 صفحہ 171، ایڈیشن 2022ء) جو عمل بھی ہو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہو۔

ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کے گناہ سے بچنے کے لیے یہ آیت ہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ......“ کہ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی ہم مدد چاہتے ہیں۔ ”جو لوگ اپنے ربّ کے آگے انکسار سے دعا کرتے رہتے ہیں کہ شاید کوئی عاجزی منظور ہو جاوے تو ان کا اللہ تعالیٰ خود مددگار ہو جاتا ہے۔“ اس حوالے سے آپؑ ایک حکایت بیان فرماتے ہیں کہ ”کوئی شخص عابد بہت دعا کرتا تھا۔“ بڑا دعا کرنے والا شخص تھا ”کہ یا اللہ تعالیٰ مجھ کو گناہوں سے آزادی دے۔ اس نے بہت دعا کرنے کے بعد سوچا کہ سب سے زیادہ عاجزی کیوں کر ہو۔“ کس طرح ہو سکتی ہے عاجزی۔ کیا طریقہ ہے؟ تو پھر سوچ کے کہتا ہے اسے ”معلوم ہوا کہ کتّے سے زیادہ عاجز کوئی نہیں تو اس نے اس کی آواز سے رونا شروع کیا۔ کسی اَور شخص نے سمجھا کہ مسجد میں کتّا آ گیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی میرا برتن پلید کر دیوے تو اس نے آ کر دیکھا تو عابد ہی تھا۔ کتّا کہیں نہ دیکھا۔ آخر اس نے پوچھا کہ یہاں کتّا رو رہا تھا“ مجھے آواز آئی تھی کون تھا؟ ”اس نے کہا کہ مَیں ہی کتّا ہوں۔ پھر پوچھا کہ تم ایسے کیوں رو رہے تھے؟ کہا کہ خدا کو عاجزی پسند ہے۔ اس واسطے مَیں نے سوچا کہ اس طرح میری عاجزی منظور ہو جاوے گی۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 210، ایڈیشن 2022ء)

تو یہ بہرحال اس کی سوچ تھی۔ اس کے مطابق اس نے عمل کیا۔ مقصد یہ تھا کہ کم ترین چیز بنوں تا کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکوں۔

اسی حوالے سے آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں:

”انسان جو ایک عاجز مخلوق ہے اپنے تئیں شامتِ اعمال سے بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے۔“

یہ شامت اعمال ہی ہے جو بڑائی پیدا ہو جاتی ہے۔

”کبر اور رعونت اس میں آ جاتی ہے۔ اللہ کی راہ میں جب تک انسان اپنے آپ کو سب سے چھوٹا نہ سمجھے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 138، ایڈیشن 2022ء)

اپنی بیعت میں آنے والوں کو عاجزی کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی تلقین کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

”یہ بیعت جو ہے اس کے معنے اصل میں اپنے تئیں بیچ دینا ہے۔ اس کی برکات اور تاثیرات اسی شرط سے وابستہ ہیں جیسے ایک تخم زمین میں بویا جاتا ہے۔“ بیج لگاتے ہیں زمین میں تو ”اس کی ابتدائی حالت یہی ہوتی ہے کہ گویا وہ کسان کے ہاتھ سے بویا گیا اور اس کا کچھ پتا نہیں کہ اب وہ کیا ہوگا۔“ زمین میں ڈال دیا۔ زمین کے اندر گہرائی میں چھپ گیا۔ اب پتہ نہیں اس کا کیا حال ہونا ہے۔ ”لیکن اگر وہ تخم عمدہ ہوتا ہے اور اس میں نشوونما کی قوّت موجود ہوتی ہے تو خدا کے فضل سے اور اس کسان کی سعی سے وہ اوپر آتا ہے۔“ پھوٹ پڑتا ہے۔ اس کی کونپلیں نکل آتی ہیں۔ ”اور ایک دانہ کا ہزار دانہ بنتا ہے۔ اسی طرح سے انسان بیعت کنندہ کو اوّل انکساری اور عجز اختیار کرنی پڑتی ہے اور اپنی خودی اور نفسانیت سے الگ ہونا پڑتا ہے۔ تب وہ نشوونما کے قابل ہوتا ہے لیکن جو بیعت کے ساتھ نفسانیت بھی رکھتا ہے اسے ہرگز فیض حاصل نہیں ہوتا۔“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 306-307، ایڈیشن 2022ء)

عاجزی کے بغیر تو بیعت کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔

فرمایا:

”جس قدر نرمی تم اختیار کرو گے اور جس قدر فروتنی اور تواضع کرو گے اللہ تعالیٰ اسی قدر تم سے خوش ہوگا۔“

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 66، ایڈیشن 2022ء)

آپؑ فرماتے ہیں:

”جو شخص عاجزی سے خدا تعالیٰ کی رضا کو طلب کرتا ہے۔ خدا اس پر راضی ہوتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 211 ایڈیشن 2022ء)

پھر عاجزی کے حوالے سے یا عاجزی کرنے سے کیا ملتا ہے اور تکبر انسان کو کہاں لے جاتا ہے۔ یہ نکتہ بیان فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ

”سب سے اوّل آدم نے بھی گناہ کیا تھا اور شیطان نے بھی۔ مگر آدم میں تکبر نہ تھا۔ اس لیے خدا تعالیٰ کے حضور اپنے گناہ کا اقرار کیا اور اس کا گناہ بخشا گیا۔ اسی سے انسان کے واسطے توبہ کے ساتھ گناہوں کے بخشا جانے کی امید ہے۔“ کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کے گناہ بخشے تو انسان بھی اگر عاجزی دکھائے، توبہ کرے تو اس کو امید ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ بخش دے گا ”لیکن شیطان نے تکبر کیا اور وہ ملعون ہوا۔“ اس پر اللہ کی لعنت پڑی۔ جو چیز کہ انسان میں نہیں۔

شیطان میں جو چیزیں ہیں وہ انسان میں نہیں ہیں۔ انسان تو عاجز بن سکتا ہے۔ متکبر آدمی خواہ مخواہ اپنے لیے اس چیز کے دعوے کے واسطے تیار ہو جاتا ہے یعنی عاجزی کے واسطے۔ فرمایا کہ ’’جو چیز کہ انسان میں نہیں، متکبر آدمی خواہ مخواہ اپنے لیے اس چیز کے دعوے کے واسطے تیار ہو جاتا ہے۔‘‘ یہ تو انسان کی فطرت میں نہیں ہے کہ تکبر ہو پھر بلا وجہ وہ شیطان کی طرح تکبر کا دعویٰ کرنے لگ جاتا ہے۔ فرمایا کہ ’’انبیاء میں بہت سے ہنر ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک ہنر سلبِ خودی کا ہوتا ہے۔‘‘ یعنی خودی کو ختم کرنا۔ ’’ان میں خودی نہیں رہتی۔ وہ اپنے نفس پر ایک موت وارد کر لیتے ہیں۔ کبریائی خدا کے واسطے ہے۔ جو لوگ تکبر نہیں کرتے اور انکساری سے کام لیتے ہیں وہ ضائع نہیں ہوتے۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 173، ایڈیشن 2022ء)

پھر عاجزی اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا:

’’ابھی تک بہت سے آدمی جماعت میں ایسے ہیں کہ تھوڑی سی بات بھی خلافِ نفس سن لیتے ہیں تو ان کو جوش آ جاتا ہے۔ حالانکہ ایسے تمام جوشوں کو فرو کرنا بہت ضروری ہے تا کہ حلم اور بردباری طبیعت میں پیدا ہو۔ دیکھا جاتا ہے کہ جب ایک ادنیٰ سی بات پر بحث شروع ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو مغلوب کرنے کی فکر میں ہوتا ہے۔‘‘ ایک دوسرے کو مغلوب کرنے کی فکر میں ہوتا ہے ’’کہ کسی طرح میں فاتح ہو جاؤں۔ ایسے موقع پر جوشِ نفس سے بچنا چاہیے اور رفع فساد کے لیے ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں دیدہ دانستہ خود ذلّت اختیار کر لینی چاہیے۔ اس امر کی کوشش ہرگز نہ کرنی چاہیے کہ مقابلہ میں اپنے دوسرے بھائی کو ذلیل کیا جاوے۔‘‘ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 65 حاشیہ، ایڈیشن 2022ء)

اگر ہم اس کا جائزہ لیں اپنی زندگی میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو یہ جھوٹی غیرت رکھتے ہیں اور انا پائی جاتی ہے۔ اس لیے جھگڑے بھی بڑھتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے تو اس سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ بلکہ بعض تو غلط رنگ میں نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض دفعہ شکایات کر دیتے ہیں کہ ہماری فلاں جگہ لڑائی ہوئی تھی۔ فلاں جگہ اس نے مجھے برا کہا تھا تو اب میں اس کو کسی بھی غلط طریقے سے کسی غلط مقدمے میں یا کسی سزا میں ملوّث کرنے کی کوشش کروں۔

ایک موقع پر عاجزی اختیار کرنے والوں کی مرنے کے بعد مثال دیتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ

’’مرنا تو سب کے واسطے مقدر ہے۔‘‘ ایک دن جانا ہے اس دنیا سے۔ ’’آخر ایک نہ ایک دن سب کے ساتھ یہی حال ہونے والا ہے مگر غربت کے ساتھ بے شرّ ہو کر مسکینی اور عاجزی میں جو لوگ مرتے ہیں ان کی پیشوائی کے واسطے گویا بہشت آگے آتا ہے۔

جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ نے لعزر کے متعلق بیان کیا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 289-290، ایڈیشن 2022ء)

لعزر کون تھا؟ جس کا ذکر آیا ہے۔ یہ واقعہ انجیل میں لوقا باب 16 میں لکھا ہے کہ ’’ایک دولت مند تھا جو ارغوانی اور مَہین کپڑے پہنتا‘‘ رنگ برنگے نرم ملائم کپڑے پہنا کرتا تھا ’’اور ہر روز خوشی مناتا اور شان و شوکت سے رہتا تھا۔‘‘ انجیل میں یہ واقعہ لکھا ہے۔ ’’اور لعزر نام ایک غریب ناسوروں سے بھرا ہوا‘‘ پھوڑے پھنسیاں اس کو نکلی ہوئی تھیں۔ جلد کی بیماری تھی اس کے دروازے پر ڈالا گیا تھا۔ وہ ’’اس کے دروازہ پر ڈالا گیا۔ اسے آرزو تھی کہ دولت مند کی میز سے گرے ہوئے ٹکڑوں سے اپنا پیٹ بھرے‘‘ یعنی وہاں سے جو کھانا بچے گا وہ باہر پھینکیں گے تو مَیں بھی کھالوں گا ’’بلکہ کتّے بھی آکر اس کے ناسور چاٹتے تھے۔‘‘ اتنا بیچارہ لاغر تھا کہ اپنے کتّوں کو بھی نہیں ہٹا سکتا تھا۔ وہ بھی آ کے اس کے زخموں کو چاٹتے تھے ’’اور ایسا ہوا‘‘ آخر میں بائبل نے لکھا ہے ’’کہ وہ غریب مر گیا اور فرشتوں نے اسے لے جا کر ابراہام کی گود میں پہنچا دیا اور دولت مند بھی مرا اور دفن ہوا۔ اس نے عالمِ ارواح کے درمیان عذاب میں مبتلا ہو کر اپنی آنکھیں اٹھائیں۔‘‘ بائبل کہتی ہے عالم ارواح کے درمیان عذاب میں مبتلا ہوا، اپنی آنکھیں اٹھائیں ’’اور ابراہام کو دور سے دیکھا اور اس کی گود میں لعزر کو۔ اور اس نے پکار کر کہا اے باپ ابراہام! مجھ پر رحم کر کے لعزر کو بھیج کہ اپنی انگلی کا سرا پانی میں بھگو کر میری زبان تر کرے۔‘‘ لعزر کو بھیج دے۔ مجھے بھی اس عذاب سے نجات دے کہ اپنی انگلی تر کر کے کم از کم پانی میری زبان پر رکھے ’’کیونکہ میں اس آگ میں تڑپتا ہوں۔ ابراہام نے کہا بیٹا! یاد کر کہ تُو اپنی زندگی میں اپنی اچھی چیزیں لے چکا اور اسی طرح لعزر بری چیزیں‘‘ اس کو تو کچھ نہیں ملا دنیا میں ’’لیکن اب وہ یہاں تسلی پاتا ہے اور تو تڑپتا ہے۔‘‘ (لوقا باب 16 آیت 19 تا 25) تو یہ انجام آپؑ نے فرمایا آخر میں تکبر کرنے والوں کا ہوتا ہے۔

’’انسان جب تک ایک غریب و بیکس بڑھیا کے ساتھ وہ اخلاق نہ برتے جو ایک اعلیٰ نسب عالی جاہ انسان کے ساتھ برتتا ہے یا برتنے چاہئیں اور ہر ایک طرح کے غرور، رعونت و کبر سے اپنے آپ کو نہ بچاوے وہ ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 138، ایڈیشن 2022ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ

’’متکبر خدا کے تخت پر بیٹھنا چاہتا ہے۔ پس اس قبیح خصلت سے ہمیشہ پناہ مانگو۔ خدا تعالیٰ کے تمام وعدے بھی خواہ تمہارے ساتھ ہوں مگر تم جب بھی فروتنی کرو‘‘ گے جب بھی فروتنی کرو۔ بعض وعدوں کے باوجود عاجزی دکھاؤ ’’کیونکہ فروتنی کرنے والا ہی خدا کا محبوب ہوتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 217، ایڈیشن 2022ء)

تواضع اور انکسار کے حوالے سے ایک واقعہ بیان فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

’’تواضع اور مسکنت عمدہ شئے ہے۔ جو شخص باوجود محتاج ہونے کے تکبر کرتا ہے وہ کبھی مراد کو نہیں پا سکتا۔ اس کو چاہیے کہ عاجزی اختیار کرے۔ کہتے ہیں کہ جالینوس حکیم ایک بادشاہ کے پاس ملازم تھا۔‘‘ ایک اَور حکایت ہے ’’بادشاہ کی عادت تھی کہ ایسی ردّی چیزیں کھایا کرتا تھا جن سے جالینوس کو یقین تھا کہ بادشاہ کو جذام‘‘ کوڑھ ’’ہو جائے گا۔‘‘ غلط قسم کی خوراکیں تھیں۔ آج کل بھی شور مچتا ہے کہ جنک فوڈ (junk food) نہ کھایا کرو تو اس زمانے میں بھی ایسی چیزیں ہوں گی۔ بہرحال جالینوس کو یقین تھا کہ یہ چیزیں جو ہیں یہ اس کو بیمار کر دیں گی اور جذام تک بھی نوبت آ سکتی ہے۔ ’’چنانچہ وہ ہمیشہ بادشاہ کو روکتا تھا مگر بادشاہ باز نہ آتا تھا۔ اس سے تنگ آ کر جالینوس وہاں سے بھاگ کر اپنے وطن کو چلا گیا۔‘‘ چھوڑ گیا وہ بادشاہ کی درباری اور اپنے وطن چلا گیا۔ ’’کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ کے بدن پر جذام کے آثار نمودار ہوئے۔‘‘ آخر وہی بات ہوئی جو جالینوس نے کہی تھی۔ جذام ہونے لگا۔ ’’تب بادشاہ نے اپنی غلطی کو سمجھا اور اس نے انکسار اختیار کیا۔ اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھایا اور خود فقیرانہ لباس پہن کر وہاں سے چل نکلا اور جالینوس کے پاس پہنچا۔ جالینوس نے اس کو پہچانا اور بادشاہ کی تواضع اسے پسند آئی۔‘‘ یعنی عاجزی اسے پسند آئی کہ اس نے اس کو ریلائز (realise) کر لیا اور آ گیا ہے میرے پاس۔ اور پورے زور سے پھر اس نے اس کا علاج کیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ’’اور پورے زور سے اس کے علاج میں مصروف ہوا۔ تب خدا نے اسے شفا دی۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 177-178، ایڈیشن 2022ء)

اپنی ایک مجلس میں اپنے الہام کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ نے جو نصیحت فرمائی ہے اس کا ذکر روایت میں یوں ملتا ہے کہ حضرت اقدسؑ نے فجر کے وقت تشریف لا کر نماز سے پیشتر تھوڑی دیر مجلس کی۔ یعنی فجر کی نماز سے بھی پہلے آ گئے اور مجلس کی اور ’’اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا وَاسْتَکْبَرُوْا۔‘‘ یعنی میں دار کے اندر رہنے والوں کی حفاظت کروں گا سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے علو اور تکبر کیا، کے متعلق فرمایا کہ ’’اس میں علوّ اور تکبر سے یہ مراد نہیں ہے کہ مال و وجاہت کا تکبر ہو بلکہ ہر ایک شخص جو کہ عاجزی اور تذلل سے خدا کے سامنے اپنے آپ کو پیش نہیں کرتا اور اس کے احکام کو نہیں مانتا وہ اس میں داخل ہے خواہ وہ غریب ہی کیوں نہ ہو۔‘‘ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 443-444، ایڈیشن 2022ء) گھر میں داخل ہونے والا وہی ہو گا جو عاجزی دکھانے والا ہو۔

پھر آپؑ نے ایک موقع پر فرمایا کہ

’’جب انسان کو کامیابی حاصل ہو جاتی ہے اور عجز و مصیبت کی حالت نہیں رہتی تو جو شخص اس وقت انکسار کو اختیار کرے اور خدا کو یاد رکھے وہ کامل ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 417، ایڈیشن 2022ء)

اور صرف یہ باتیں آپؑ نے جماعت کو نصیحت نہیں فرمائیں بلکہ اپنے عمل سے بھی یہ باتیں بیان کی ہیں، ثابت کی ہیں جس کی شروع میں مَیں نے مثال بھی دی کہ اللہ تعالیٰ کو بھی آپؑ کا عمل پسند آیا۔ بہرحال بعض روایات آپؑ کے اپنے عمل کی ہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے روایت کی کہ مجھے مرزا سلطان احمد صاحب نے بتایا کہ دادا صاحب ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب کو کرسی دیتے تھے۔ مجلس میں بیٹھے ہوتے تھے تو حضرت مرزا سلطان احمد کے جو دادا تھے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بھائی ان کو کرسی ملتی تھی۔ یعنی جب وہ دادا صاحب کے پاس جاتے تو انہیں کرسی پر بٹھاتے تھے لیکن والد صاحب جا کر خود ہی نیچے صف کے اوپر بیٹھ جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب بھی اس مجلس میں جاتے تو صف میں نیچے جہاں عام لوگ بیٹھے ہوتے وہاں بیٹھ جاتے۔ کبھی دادا صاحب ان کو اوپر بیٹھنے کو کہتے تو والد صاحب کہتے کہ میں یہاں ہی اچھا بیٹھا ہوں۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد 1 روایت نمبر 192 صفحہ 199-200)

کبھی آپؑ کو یہ خواہش نہیں ہوئی کہ اونچی جگہ بیٹھوں بلکہ عام لوگوں میں بیٹھتے تھے۔

جس طرح پہلے آپؑ نے نصیحت فرمائی ہے ناں کہ میزبان جو ہے وہ خود ہی بٹھا دے گا۔ خود ہمیشہ اس پہ زندگی میں عمل کیا ہے۔

اسی طرح حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایک اَور روایت بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہا کہ ’’ایک دفعہ ہم نے حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ حضور حدیث میں آتا ہے کہ سب نبیوں نے بکریاں چرائی ہیں۔ کیا کبھی حضور نے بھی چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں ایک دفعہ باہر کھیتوں میں گیا وہاں ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا۔ اس نے کہا کہ میں ذرا ایک کام جاتا ہوں آپ میری بکریوں کا خیال رکھیں۔ مگر وہ ایسا گیا کہ بس شام کو واپس آیا اور اس کے آنے تک ہمیں اس کی بکریاں چرانی پڑیں۔‘‘

(سیرت المہدی جلد 1 روایت نمبر 108 صفحہ 88)

سارا دن اس کی بکریاں چراتے رہے حالانکہ آپؑ اس علاقے کے رئیس زادے تھے۔ ایک رئیس کے بیٹے تھے لیکن آپؑ نے عار نہیں سمجھا اور شام تک آپؑ اس آدمی کی جو آپؑ کا مزارع تھا یا کام کرنے والا تھا، بکریاں چراتے رہے۔

اسی طرح آپؑ کی اپنی عاجزی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خواجہ عبدالرحمان صاحب کارکن دفتر الفضل بیان کرتے ہیں:

’’میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر دربانی کی ہے۔‘‘ آپؑ کے باہر بیٹھا رہتا تھا۔ حفاظت کے لیے، آنے جانے والوں کا پیغام دینے یا اطلاع کرنے یا کوئی ضروری کام ہو تو کرنے کے لیے۔ بہرحال کہتے ہیں مَیں باہر آپؑ کے دروازے پہ اور حضورؑ کے مکان کے اندر بیٹھا ہوتا تھا اور فرمایا کہ دربانی کی ہے ’’اور حضورؑ کے مکان کے اندر مکان میں دیر تک رہا ہوں‘‘ اور میں اندر بھی جاتا تھا۔ تو ’’میں نے حضرت صاحبؑ کو جی کے سوا کبھی کوئی لفظ بولتے نہیں سنا۔‘‘ جب بھی حضرت صاحبؑ نے بات کی میرے سے ہمیشہ جی کر کے بات کرتے۔ ’’ہمیشہ جب کلام کرتے تو جی کو ضرور استعمال کرتے۔ تکبر غرور مَیں نے نہیں دیکھا۔‘‘ کہتے ہیں غرور اور تکبر مَیں نے آپ میں کبھی نہیں دیکھا۔ ’’ہمیشہ حلیمی سے بات کرتے۔ چہرہ پر ہمیشہ بشاشت رہتی۔ تیوری یا بل چڑھاتے مَیں نے نہیں دیکھا۔‘‘ کبھی ماتھے پر بل نہیں آیا۔ ’’مَیں نے کبھی بھی یہ نہیں سنا کہ کسی کو حضرت صاحبؑ نے او بے یا تُو کا لفظ استعمال کیا ہو۔‘‘ (روایات اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 294-295)

او یا تُو کا لفظ کبھی استعمال نہیں کرتے تھے۔ ہمیشہ عزّت سے پیش آتے تھے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر کرتے ہیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے مجھے بیان کیا کہ

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گھر کا کوئی کام کرنے سے کبھی عار نہ تھی۔ چار پائیاں خود بچھا لیتے تھے۔ فرش کر لیتے تھے‘‘ یعنی جو موپ (mop) وغیرہ کرتے ہیں وہ بھی کر لیتے تھے۔ ’’بسترہ کر لیا کرتے تھے‘‘ جھاڑو دیتے تھے۔ ’’کبھی یک دم بارش آجاتی تو چھوٹے بچے تو چار پائیوں پر سوتے رہتے حضور ایک طرف سے خود ان کی چار پائیاں پکڑتے دوسری طرف سے کوئی اَور شخص پکڑتا اور اندر برآمدہ میں کروا لیتے۔‘‘

آج کل تو اے سی اور پنکھے وغیرہ ہیں۔ اس زمانے میں تو نہیں تھے تو گرمیوں میں لوگ باہر صحن میں سویا کرتے تھے اور رات کو آندھی یا بارش آجائے تو چار پائیاں اٹھا کے پھر اندر برآمدے میں کرنی پڑتی تھیں۔ تو آپؑ بچوں کی چار پائیاں اٹھانے میں مدد کرواتے تھے۔ ’’اگر کوئی شخص ایسے موقعہ پر یا صبح کے وقت بچوں کو جھنجوڑ کر جگانا چاہتا تو حضور منع کرتے اور فرماتے کہ اس طرح یک دم ہلانے اور چیخنے سے بچہ ڈر جاتا ہے۔ آہستہ سے آواز دے کر اٹھاؤ۔‘‘

(سیرت المہدی جلد 1 روایت 559 صفحہ 543)

پھر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ہی ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ مجھے مرزا سلطان احمد صاحب نے بیان کیا۔ اور انہوں نے بھی آگے یہ روایت مولوی رحیم بخش صاحب سے سنی کہ ان کے ’’والد صاحب باہر چوبارے میں رہتے تھے۔ وہیں ان کے لیے کھانا جاتا تھا۔ باہر گھر کا جو حصہ تھا اور جس قسم کا کھانا بھی ہوتا تھا کھا لیتے تھے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد 1 روایت نمبر 189 صفحہ 199)

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہا ہے کہ والد صاحب باہر چوبارے میں رہتے تھے باہر جو آپ کا ایک کمرہ تھا اس میں اوپر دوسری منزل میں رہتے تھے۔ وہیں رہتے تھے اور وہیں ان کے لیے کھانا جاتا تھا جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے روزے رکھے۔ یہ بھی بیان فرمایا ناں کہ اس زمانے میں بھی کھانا جایا کرتا تھا جو غریبوں میں بانٹ دیا کرتے تھے۔ بہرحال کہتے ہیں کہ کھانا وہاں جاتا تھا اور جس قسم کا بھی کھانا ہوتا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کھا لیتے تھے۔ کبھی کچھ نہیں کہتے تھے۔

جماعت کی تاریخ میں ایک واقعہ بڑا مشہور ہے۔ آپؑ کے دعوے سے پہلے کی یہ بات ہے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب جب نئے نئے مولوی اور عالم بن کر دہلی سے واپس بٹالہ آئے تو علاقے میں ان کی دھوم مچ گئی۔ اس وقت مختلف مسائل پر مقلّدین جو کسی نہ کسی فقہ کے امام کے پیروکار ہوں جیسے حنفی مالکی وغیرہ ان کو مقلّدین کہتے ہیں اور غیر مقلّدین جو کسی فقہ کے امام کے پیروکار نہ ہوں جیسے اہل حدیث وغیرہ۔ ان کے مابین علمی بحث مباحثے عام تھے۔ اہالیانِ بٹالہ نے جب یہ شور و شر دیکھا تو ان کی نظر حضرت اقدس علیہ السلام پر پڑی کہ آپ علیہ السلام کو ان کے مدّمقابل کیا جائے اور ان لوگوں کو یقین تھا کہ ایک آپؑ ہی ہیں جو اس نوجوان مولوی کا ناطقہ بند کر سکتے ہیں۔ حضرت اقدسؑ کو بمشکل اس مباحثہ کے لیے راضی کیا گیا۔ آپؑ پہلے تیار نہیں ہوتے تھے۔ بہرحال لوگوں نے بہت زور دیا آپؑ تیار ہو گئے۔ آپؑ کو مباحثے کے لیے لایا گیا۔ طرفین کی طرف سے حامیان کی ایک خاصی تعداد جمع تھی۔ دو مختلف گروپوں کے دونوں طرف سے جو لوگ تھے ان کے حامی کھڑے ہو کر اکٹھے ہو گئے۔ یہاں لکھا ہے اور آج تو خاص طور پر مقلّدین کا گروہ بجا طور پر اپنی پیشگی فتح کے لیے پُریقین تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا کہ آج اس بزرگ عالم کو بحث کے لیے بلایا گیا تھا۔ مقلّدین کا خیال تھا کہ ہم آج تو جیتے ہی جیتے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام آج آئے ہیں کیونکہ آپؑ کی گرفت ایسی ہوتی تھی کہ مدّمقابل زیرِ دام چڑیا کی طرح بے کس و بے بس ہو جاتا تھا۔

بہرحال آپؑ جب مقام بحث پر پہنچے تو مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب سے پوچھا کہ آپ کے نظریات و خیالات اور عقائد کیا ہیں؟ وہ بتائیں تا کہ ان کی تردید کی جائے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے کہا کہ میرے نزدیک قرآن کریم مقدم اور پھر حدیث اور قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ حضرت اقدسؑ نے مولوی صاحب سے ان کا یہ عقیدہ سنا تو فرمایا کہ میرے نزدیک آپ کے عقائد و نظریات میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جو قابل اعتراض ہو اور اس کو ردّ کیا جائے۔ جو لوگ آپؑ کو لے کر گئے تھے ان کا خیال تھا کہ اس طرح تو ہماری شکست متصوّر ہو گی کہ فریق مخالف اپنی فتح کا نقارہ بجا دے گا۔ آپؑ نے سیدھا سیدھا مولوی صاحب کو کہہ دیا کہ مَیں تو کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں سمجھتا۔ اس لیے کچھ بھی ہو مولوی صاحب کو اس میدان مباحثہ میں کچھ تو ندامت اور شرمندگی کا قشقہ یعنی نشان یا داغ لگانا چاہیے لیکن حضرت اقدسؑ فتح و شکست کے فخر اور رسوائی سے بے نیاز انتہائی عجز و انکسار کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہاں سے واپس تشریف لے آئے۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

’’1868 یا 1869 میں بھی ایک عجیب الہام اردو میں ہوا تھا جس کو اِسی جگہ لکھنا مناسب ہے۔ اور تقریب اس الہام کی یہ پیش آئی تھی کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کہ جو کسی زمانہ میں اس عاجز کے ہم مکتب بھی تھے جب نئے نئے مولوی ہو کر بٹالہ میں آئے اور بٹالیوں کو ان کے خیالات گراں گزرے تو تب ایک شخص نے مولوی صاحب ممدوح سے کسی اختلافی مسئلہ میں بحث کرنے کے لئے اس ناچیز کو بہت مجبور کیا۔ چنانچہ اس کے کہنے کہانے سے یہ عاجز شام کے وقت اس شخص کے ہمراہ مولوی صاحب ممدوح کے مکان پر گیا اور مولوی صاحب کو معہ ان کے والد صاحب کے مسجد میں پایا۔ پھر خلاصہ یہ کہ اس احقر نے مولوی صاحب موصوف کی اس وقت کی تقریر کو سن کر معلوم کر لیا کہ ان کی تقریر میں کوئی ایسی زیادتی نہیں کہ قابل اعتراض ہو۔ اس لئے خاص اللہ کے لئے بحث کو ترک کیا گیا رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت میں اسی ترکِ بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ پھر بعد اس کے عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے کیونکہ خالصاً خدا اور اس کے رسول کے لئے انکسار و تذلّل اختیار کیا گیا اس لئے اس محسن مطلق نے نہ چاہا کہ اس کو بغیر اجر کے چھوڑے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 621-622 بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے اس واقعے کو اپنی تصنیف حیات احمد میں بیان کیا ہے اس پر ایک نوٹ بھی لکھا ہے لکھتے ہیں کہ

’’لوگ مباحثات کے عام طرز اور مناظرہ کنندگان کی حالت سے خوب واقف ہیں۔‘‘ جو مناظرہ کرنے والے ہیں ان کی حالت سے واقف ہیں کہ ’’اپنے فریق مخالف یا مقابل کی بات کو جو حق ہو قبول کر لینا اور پبلک کے سامنے تسلیم کر لینا بہت ہی مشکل ہے۔ مَیں علماء کی تحقیر نہیں کرتا مگر علماء کے لیے تو جان دے دینا آسان مگر اپنی غلطی تو درکنار فریق ثانی کی صحیح اور معقول بات کو مان لینے کی عادت بھی نہیں رہی۔‘‘ آج بھی یہی حال ہے ’’مگر حضرت مسیح موعودؑ کی حالت محض اخلاص اور مرضاۃ اللہ کے رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ بالطبع اس کو پسند نہیں کرتے تھے کہ مسلمانوں میں اندرونی طور پر خانہ جنگی ہو اور وہ باہم مسائل کے اختلاف پر حق پژوہی‘‘ یعنی حق کی تلاش اور طلب ’’اور حق گوئی کو چھوڑ دیں۔ اور پھر یہ کس قدر جرأت اور دلیری ہے کہ جس شخص سے مناظرہ کرنے جاتے ہیں اس کے گھر پہنچتے ہیں کوئی روک اور جھجک طبیعت میں اس کے علم اور اثر سے نہیں لیکن اس کے منہ سے ایک حق بات سن کر اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں کی جاتی کہ لوگ کیا کہیں گے۔ وہ اس کو گریز قرار دیں گے یا فریق ثانی سے مرعوب ہونے سے تعبیر کریں گے۔ جو بات حق تھی اسے تسلیم کر لیا‘‘ جو بات حق تھی اسے تسلیم کر لیا۔ آپؑ نے کوئی پرواہ نہیں کی کہ لوگ کیا کہتے ہیں ’’اور اس کی صحت پر اپنے اقرار سے مہر کر دی۔ یہ ایک ایسا فعل ہے جس کی نظیر انبیاء علیہم السلام اور ان کے خاص متبعین کی زندگیوں کے سوا کہیں نہیں ملتی۔ اخلاص فی الدین اور اپنی ہوا و ہوس کو کچل دینے کا زوردار جذبہ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے مل سکتا ہے۔ پھر اس فعل کی قبولیت کے آثار اسی وقت ظاہر ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعے بشارت دی اور رضی اللہ عنہ کا گویا سرٹیفکیٹ عطا کر دیا۔ انسان دنیا میں چاہتا ہے کہ اس کی قبولیت بڑھے اور لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس فعل کے ثمرہ میں بتایا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ براہین احمدیہ کی تالیف و ترتیب کا بھی ابھی تک خیال پیدا نہیں ہوا تھا چہ جائیکہ کوئی دعویٰ ہوتا۔ دنیا سے قریباً بے تعلقی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ملازمت کے سلسلہ کو بھی ترک کر چکے ہیں۔ آئندہ زندگی گزارا کے خیالات گو آپ کے دل و دماغ پر متاثر نہیں مگر گھر والوں کو اس کا خیال ضرور ہوتا ہے کہ یہ کیا کریں گے۔‘‘ اس وقت الہام ہوتا ہے کہ بادشاہ برکت ڈھونڈیں گے جب آپؑ کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ ’’حضرت والد صاحب قبلہ ابھی زندہ ہیں‘‘ اس وقت آپؑ کے۔ ’’غرض زندگی کی اس منزل میں ہیں جہاں ایک دنیادار کے لیے بڑی امیدیں ہوتی ہیں اور عمر کا وہ حصہ ہے جبکہ ہر قسم کے خیالات اور خودداری اور خودنمائی کے جذبات پورے جوش اور زور میں ہوتے ہیں۔ اپنی بات کی پچ اور ضد ہوتی ہے۔ ان تمام حالات میں حضرت مرزا صاحب ایک مشہور مولوی سے مباحثہ کے لیے جاتے ہیں اور اس کی تقریر سن کر اسے صحیح پا کر اس کی تصدیق کر دیتے ہیں۔ نہ تو خیال آتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے اور نہ اس بات کی پرواہ کی جاتی ہے کہ اس شخص کی عام مخالفت اس کے بعض عقائد کی وجہ سے ہو رہی ہے اور میں اپنے بیان سے اس کی تائید کر رہا ہوں۔ میرے خلاف بھی ایک طوفان بے تمیزی پیدا ہو جائے گا۔ پس آپ غور کریں کہ ان حالات میں جبکہ حنفیوں اور غیر مقلّدوں میں سخت معرکہ کی جنگ جاری تھی اور کسی اہل حدیث کی تائید سے بے انتہا بلاؤں کو خرید لینا ہوتا تھا حضرت مرزا صاحب مولوی محمد حسین صاحب کی تائید کر دیتے ہیں بحالیکہ ان سے مباحثہ کے لیے بلائے گئے تھے۔ یہ خیال اور وہم نری حماقت ہو گی کہ مولوی ابوسعید صاحب کا علم یا زور یہاں آپ کے خاموش کرا دینے کا موجب ہو سکا ہو گا۔ ممکن تھا کہ یہ وہم کوئی وقعت رکھتا اور بعد میں آنے والے واقعات نے اسے مولوی محمد حسین صاحب سے مباحثات بالمشافہ اور بذریعہ تحریروں کے نہ کرائے ہوتے اور اس کے خطرناک مقابلہ میں یہ جوانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ آیا ہوتا۔‘‘ یہ خیال نہیں ہے کہ اس وقت آپؑ زیر اثر آ گئے کیونکہ بعد میں تو تاریخ سے ثابت ہے کہ آپؑ نے مولوی محمد حسین صاحب کو کئی دفعہ چیلنج دیا۔ ان کو بلایا۔ ان کو بتایا بھی کہ کیا آپ غلط کر رہے ہیں کیا صحیح کر رہے ہیں اور پھر لکھتے ہیں کہ ’’اور کبھی اور کسی حال میں اس پر ایک سیکنڈ کے لیے بھی اس کی علمیت اور اثر کا خوف موثر نہیں ہو سکا۔ یہ واقعات ہیں اور کوئی ان کی تکذیب نہیں کر سکتا۔ پس ایسی حالت میں یہ خیال محض نادانی ہے بلکہ اس کی تہہ میں ایک اور صرف ایک ہی بات تھی اور وہ اخلاص فی الدین تھا۔‘‘

(حیات احمدؑ جلد 1 صفحہ 291 تا 292)

دین کے معاملے میں اخلاص تھا۔ اس لیے آپؑ نے اس وقت یہ تسلیم کر لیا تو مولوی محمد حسین بٹالوی سے ڈر کے تسلیم نہیں کیا کیونکہ بعد میں آپؑ نے ان کو کئی دفعہ چیلنج بھی دیے۔ اور ان کو دعوتیں بھی دیں اور ان کو صحیح راستے پر آنے کے لیے تلقین بھی کی۔

اپنے ایک خط میں مولوی محمد حسین بٹالوی کو آپؑ نے لکھا۔ اور اس میں آپؑ نے پیغام حق پہنچایا لیکن باوجود خدا کی طرف سے ماموریت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے اپنے متعلق عجز و انکسار کا کمال درجے کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ آپؑ لکھتے ہیں کہ

’’مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ......عنایت نامہ پہنچا۔‘‘ آپ کا خط ملا۔ ’’اس عاجز کے لئے بڑی مشکل کی بات یہ ہے۔‘‘ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بھی اس میں آپؑ نے لکھا تھا۔ بہرحال لکھتے ہیں کہ اس عاجز کے لیے بڑی مشکل کی بات یہ ہے ’’کہ طبیعت اکثر دفعہ ناگہانی طور پر ایسی علیل ہو جاتی ہے کہ موت سامنے نظر آتی ہے اور کچھ کچھ علالت تو دن رات شامل حال ہے۔ اگر زیادہ گفتگو کروں تو دورہ مرض شروع ہو جاتا ہے۔ اگر زیادہ فکر کروں تو وہی دورہ شامل حال ہے چونکہ آپ کا آخری خط آیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا بشمولیت مولوی عبدالجبار صاحب

لکھا گیا ہے‘‘یعنی دونوں نے مل کر خط لکھا ہے۔’’اس لئے جواب اس طرز سے لکھا گیا تھا۔ یہ عاجز غلبہ مرض سے بالکل نکما ہو رہا ہے۔‘‘ بہت زیادہ بیماری کا زور ہے اس وقت۔’’یہ طاقت کہاں ہے کہ مَبَاحِث تقریری یا تحریری شروع کروں۔‘‘ بحثیں کرنے کی اس وقت میرے میں ہمّت نہیں ہے ’’محض خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ تینوں رسالے‘‘ آپ نے جو کتابیں لکھی تھیں فتح اسلام اور توضیح المرام اور ازالہ اوہام۔’’ لکھے گئے اور وہ بھی اس طرح سے کہ اکثر دوسرا شخص اس عاجز کی تقریر کو لکھتا گیا اور نہایت کم اتفاق ہوا کہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھا ہو۔ اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ عبارت کو عمدگی سے درست کر دیا جاوے۔ آپ کی معلومات حدیث میں بہت وسیع ہیں‘‘ مولوی صاحب کو لکھ رہے ہیں۔ مَیں نے تو یہ تین کتابیں لکھی ہیں آپ کی معلومات حدیث میں بہت وسیع ہیں۔ بڑے عالم ہیں’’ یہ عاجز ایک اُمّی اور جاہل آدمی ہے۔‘‘ اپنے آپ کو تو اُمّی اور جاہل کہا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے’’ نہ عبادت ہے، نہ ریاضت،‘‘ نہایت عاجزی کا اظہار کر رہے ہیں۔’’ نہ علم ہے، نہ لیاقت، غرض کچھ بھی چیز نہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک امر تھا اور قطعی اور یقینی تھا، اس عاجز نے پہنچا دیا۔ ماننا نہ ماننا اپنی اپنی رائے اور سمجھ پر موقوف ہے۔‘‘ (مکتوبات احمد جلد 1 صفحہ 319-320 مکتوب نمبر 10) آپؑ نے نہایت عاجزی سے ان کو تبلیغ بھی کی۔

حضرت منشی احمد جان صاحبؓ کے نام حضور علیہ السلام کا ایک خط شائع شدہ ہے۔ اس میں بھی آپؑ کا عجز و انکسار کا ذکر ہے۔

آپؑ لکھتے ہیں:’’ آں مخدوم کا عنایت نامہ پہنچا۔ خداوند کریم کے احسانات کا شکر ادا نہیں ہو سکتا جس نے اس احقر العباد کے لئے ایسے دلی احباب میسّر کیے جن کا وجود اس ناچیز کے لئے موجب عزّت و فخر ہے۔ خداوند کریم آپ کو خوش و خرم رکھے اور آپ کو ان دلی توجہات کا اجر بخشے۔ یہ عاجز سخت ناکارہ اور حقیر ہے اور حضرت ارحم الراحمین کا سراسر منّت اور احسان ہے کہ اس نالائق پر بغیر ایک ذرّہ استحقاق کے تَفَضُّلَاتِ کثیرہ کی بارش کر رہا ہے۔‘‘ بہت بارشیں برسا رہا ہے فضلوں کی۔’’ قصور پر قصور پاتا ہے اور احسان پر احسان کرتا ہے۔ ظلم پر ظلم دیکھتا ہے اور انعام پر انعام کرتا ہے۔ فی الحقیقت وہ نہایت رحیم و کریم ہے۔ ایسی زبان کہاں سے لاؤں جو اس کا شکر ادا کر سکوں۔ یہ عاجز ہیچ اور ذلیل اور بے بضاعت اور سراسر مفلس ہے۔ اس نے خاک میں مجھے پایا اور اٹھا لیا‘‘ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین پر پایا اور اٹھا لیا’’ اور نالائق محض دیکھا اور میری پردہ پوشی کی۔ میرے ضعف پر نظر کر کے مجھ کو آپ قوّت دی اور میری نادانی کو دیکھ کر مجھ کو آپ علم بخشا۔‘‘ سب علم اللہ تعالیٰ کا بخشا ہوا۔ جو میرے پاس علم ہے وہ اللہ کا بخشا ہوا ہے۔’’ میرے حال پر وہ عنایتیں کیں جن کو میں گن نہیں سکتا اور اس کی عنایات کا ایک یہ ظہور ہے کہ آپ جیسے بزرگ بھائیوں کے دلوں میں اس احقر کی محبت ڈال دی۔ سو اس کے احسانات سے تعلق ہے کہ اس حُبّ کو ترقی دے گا اور وہ ان سب پر فضل کرے گا جن کو اس سلک میں منسلک کیا ہے۔‘‘ (مکتوبات احمد جلد 3 صفحہ 25-26، مکتوب بنام صوفی احمد جان صاحبؓ، مکتوب نمبر 3) جو اَب میری جماعت سے منسوب ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو ترقی دے گا۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ اس خط کو شائع کرتے ہوئے اپنے ایک نوٹ میں لکھتے ہیں کہ’’ اس مکتوب سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر محبت و عظمتِ الٰہی کا بے انتہا غلبہ ہے اور اپنی فروتنی، مسکینی اور خاکساری کا کمال بھی نمایاں ہے۔ انہی تفضّلات اور انعامات پر شکر گزاری کی روح آپ کے اندر بول رہی ہے۔‘‘ (مکتوبات احمد جلد 3 صفحہ 26)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تو مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے سخت مخالفت شروع کی اور نہایت متکبرانہ انداز میں انتہائی ناشائستہ الفاظ اور القاب سے حضور علیہ السلام کو خط لکھنے شروع کیے اور اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں بھی خلافِ تہذیب الفاظ استعمال کرنے شروع کیے اور اعلان کیا کہ یہ ایک فتنہ ہے اور مَیں اس جماعت کو تتر بتر کر کے رکھ دوں گا اور یہاں تک لکھا کہ جیسا کہ میں نے آسمان پر چڑھایا تھا ویسا ہی اب زمین پر گراؤں گا۔ یعنی نعوذ باللہ مولوی محمد حسین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تعریفیں کر کے آسمان پہ چڑھایا تھا، کہتا ہے مَیں اب گراؤں گا۔ (ماخوذ از رسالہ اشاعۃ السنۃ 1890، نمبر 1 جلد 13، صفحہ 3-4)

مولوی صاحب کو زعم تھا کہ براہین احمدیہ پر میرے ریویو نے حضرتؑ کو گویا آسمان پر چڑھایا تھا لیکن اس ساری بدزبانی اور متکبرانہ گفتگو اور خط و کتابت کے جواب میں حضور علیہ السلام نے ایسے حلم اور تحمّل اور عجز و انکسار کا اظہار فرمایا کہ مسیح ناصری کے حلم کو بھی مات دے دی۔ یہاں مولوی صاحب کے نام حضور علیہ السلام کا صرف ایک خط پیش کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوتا کہ اس کی بدزبانی اور تکبر کے مقابلے پر حضور علیہ السلام کے دل میں ہمدردی اور خیر خواہی اور عجز و انکسار کا ایک سمندر موجزن ہے۔

چنانچہ آپؑ مولوی صاحب کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

’’عنایت نامہ پہنچا۔‘‘ آپ کا خط ملا۔’’ اگرچہ خداوند کریم خوب جانتا ہے کہ یہ عاجز اس کی طرف سے مامور ہے اور ایسے امور میں جہاں عوام کے فتنے کا اندیشہ ہے، جب تک کامل اور قطعی اور یقینی طور پر اس عاجز پر ظاہر نہیں کیا جاتا، ہرگز زبان پر نہیں لاتا۔ لیکن اس میں کچھ حکمت خداوند کریم کی ہوگی کہ اس نزول مسیح کے مسئلے میں جس کو اصل اور لُبِّ اسلام‘‘ یعنی اسلام کی حقیقت اور مغز جو ہے’’ سے کچھ تعلق نہیں اور ایک مسلمان پر اس کی اصل حقیقت کھولی گئی ہے جس پر بوجہ اخوّت حسن ظن بھی کرنا چاہیے۔ آں مکرم کو مخالفانہ تحریر کے لئے جوش دیا گیا ہے۔‘‘ اول تو یہ تھا کہ عیسیٰؑ کو میں نے اگر کہا فوت ہو گئے ہیں تو آپ لوگوں کو ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے میری تائید کرنی چاہیے تھی لیکن آپ نے مخالفانہ باتیں شروع کر دی ہیں۔ فرمایا کہ آنمکرم کو مخالفانہ تحریر کے لیے جوش دیا گیا ہے’’ اور میں جانتا ہوں کہ آپ کی اس میں نیت بخیر ہوگی۔‘‘ نیک نیت سے شاید کیا ہو۔’’ اور اگرچہ مجھے آپ کے استعجال کی نسبت شکایت ہو‘‘ جو جلدی آپ دکھا رہے ہیں۔ اور جو الفاظ استعمال کر رہے ہیں جلد بازی میں’’ اور اس کو روبرو یا غائبانہ بیان بھی کروں مگر آپ کی نیت کی نسبت مجھے حسن ظن ہے‘‘ پھر بھی میں آپ سے حسن ظن رکھتا ہوں اور’’ آپ کو زمانہ حال کے اکثر علماء بلکہ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو بعض للّٰہی جد و جہد کے کاموں کے لحاظ سے مولوی نذیر حسین صاحب سے بھی بہتر سمجھتا ہوں اور اگرچہ میں آپ سے ان باتوں کی شکایت کروں تاہم مجھے بوجہ آپ کی صفائی باطن کے آپ سے محبت ہے۔ اگر میں شناخت نہ کیا جاؤں تو میں سمجھوں گا کہ میرے لئے یہی مقدر تھا۔ مجھے فتح اور شکست سے بھی کچھ تعلق نہیں بلکہ عبودیت و اطاعت حکم سے غرض ہے‘‘

اطاعت حکم سے غرض ہے مجھے اس سے غرض نہیں کہ میں فتح پاتا ہوں کہ نہیں۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ یہ کرو۔ اس کی اطاعت میں مَیں یہ کر رہا ہوں کہ مَیں نے دعویٰ کیا ہے۔’’ مَیں جانتا ہوں کہ اس خلاف میں آپ کی نیت بخیر ہوگی۔ لیکن میرے نزدیک بہتر ہے کہ آپ اوّل مجھ سے بات چیت کر کے اور میری کتابوں کو یعنی رسالہ ثلاثہ‘‘ فتح اسلام توضیح المرام اور ازالہ اوہام اس’’ کو دیکھ کر کچھ تحریر کریں۔ مجھے اس سے کچھ غم اور رنج نہیں کہ آپ جیسے دوست مخالفت پر آمادہ ہوں کیونکہ یہ مخالفت رائے بھی حق کے لئے ہوگی۔......‘‘ آپ شاید حق کے لیے لڑ رہے ہوں لیکن پہلے آپ میری کتابیں تو پڑھ لیں۔

’’اب مجھے آپ کی ملاقات کے لئے صحت حاصل ہے۔‘‘ میری صحت ٹھیک ہے۔ میں ملاقات کے لیے آ سکتا ہوں۔’’ اگر آپ بٹالہ میں آ جائیں تو اگرچہ میں بیمار اور دوران سر اس قدر ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی تاہم اُفتاں و خیزاں آپ کے پاس پہنچ سکتا ہوں۔‘‘ (مکتوبات احمد جلد 1 صفحہ 311-312، مکتوب نمبر 6) بہرحال مجھے سر درد اور چکروں کی تکلیف ہے لیکن اتنی صحت تو ہوگی کہ مَیں سفر کر سکتا ہوں۔ تو بہرحال مَیں پہنچ جاؤں گا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے نام ایک دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں:

’’اگر آپ ناراض نہ ہوں تو اس عاجز کی دانست میں اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب کے مقابل آپ کی تحریر میں کسی قدر سختی تھی۔‘‘ حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ نے جو خط آپ کو لکھا اس کے جواب میں آپ نے بڑے سخت الفاظ استعمال کیے ہیں۔

’’خدا تعالیٰ انکسار اور تذلل کو ہمیشہ پسند کرتا ہے اور علماء کے اخلاق اپنے بھائیوں کے ساتھ سب سے اعلیٰ درجے کے چاہئیں۔‘‘

اخلاق اچھے ہونے چاہئیں۔’’ جس دین کی حمایت اور ہمدردی کے لئے دن رات کوششیں ہو رہی ہیں، وہ کیا ہے؟ صرف یہی کہ اللہ اور رسول کی منشاء کے موافق ہمارے جمیع احوال و افعال و حرکات و سکنات ہو جائیں۔

میرے خیال میں اخلاق کے تمام حصوں میں سے جس قدر خدا تعالیٰ تواضع اور فروتنی اور انکسار اور ہر ایک ایسے تذلل کو جو منافی نخوت ہے پسند کرتا ہے ایسا کوئی شعبہ خلق کا اس کو پسند نہیں۔

مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ ایک سخت بے دین ہندو سے اس عاجز کی گفتگو ہوئی اور اس نے حد سے زیادہ تحقیرِ دینِ متین کے لئے الفاظ استعمال کئے۔ غیرت دینی کی وجہ سے کسی قدر اس عاجز نے وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ۔‘‘ کہ ان پر سختی کرو اس’’ پر عمل کیا مگر چونکہ وہ ایک شخص کو نشانہ بنا کر درشتی کی گئی تھی اس لئے الہام ہوا کہ تیرے بیان میں سختی بہت ہے۔ رِفْق چاہیے رفق۔‘‘ میں نے حالانکہ اس کا جواب دیا تھا تو اس پہ بھی مجھے اللہ تعالیٰ نے کہا تم نرمی کرو۔’’ اور اگر ہم انصاف سے دیکھیں تو ہم کیا چیز اور ہمارا علم کیا چیز۔ اگر سمندر میں ایک چڑیا منقار مارے‘‘ یعنی چونچ مارے’’ تو اس سے کیا کم کرے گی۔‘‘ سمندر سے چڑیا اگر پانی پیتی ہے، چونچ مارتی ہے تو اس سے کیا کم ہوگا؟

’’ہمارے لئے بھی بہتر ہے کہ جیسے ہم درحقیقت خاکسار ہیں۔ خاک ہی بنے رہیں جبکہ ہمارا مولیٰ ہم سے تکبر اور نخوت پسند نہیں کرتا تو کیوں کریں۔ ہمارے لئے ایسی عزّت سے بے عزتی اچھی ہے جس سے ہم مورد عتاب ہو جائیں۔‘‘ (مکتوبات احمد جلد 1 صفحہ 315-316، مکتوب نمبر 8)

اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے سے بہتر ہے کہ ہماری بے عزتی ہوتی رہے۔

پس آپؑ کا ہر قول اور فعل عاجزی کے اظہار سے بھرا ہوا تھا۔ صرف یہ ایک جستجو تھی کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ اس کے پیغام کو دنیا میں پہنچایا جائے۔ اس کی وحدانیت کو قائم کیا جائے۔ ہمیں بھی بار بار آپؑ نے یہی نصیحت فرمائی کہ عاجزی اختیار کرو۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ اور یہی چیز تمہیں خدا تعالیٰ کا قرب بھی دلائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عاجزی کی راہوں کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۹/جون ۲۰۲۶، صفحہ ۱ تا ۸)

❁❁❁

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو لوگ بُرے لوگوں میں رہتے ہیں اور باوجود قدرت کے ان کو برائی سے نہیں روکتے اللہ تعالیٰ اُن کو ان کے مرنے سے پہلے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

(ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنہی)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

خطاب حضور انور

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ جرمنی 2025ء کے موقع پر اختتامی اجلاس سے سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب

’’مَیں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک مَیں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحتِ اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ مَیں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اَور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لیے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے‘‘

(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

آج دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنا، اسلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لیے جان، مال اور وقت کو قربان کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی وہ شخص ہیں جنہیں اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لیے بھیجا ہے۔

آپ آج یہاں اس مقصد کے لیے آئے ہیں کہ چند دن دینی ماحول میں رہ کر اپنی روحانی اور علمی پیاس بجھائیں اور ان لوگوں میں شامل ہوں جو آخرین کی جماعت ہے جو مسیح موعود کے مشن کو پورا کرنے والے ہیں یا اسے پورا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں

ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا ہم میں وہ خالص محبت اور دین کو حاصل کرنے کے لیے جستجو ہے۔ کیا ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو عہد کرتے ہیں اس کے لیے ہم بھرپور کوشش کر رہے ہیں یا صرف وقتی جوش کے تحت کبھی مال قربان کر دیا اور کبھی جان قربان کر دی اور پھر مستقل مزاجی سے ان باتوں پر عمل نہیں کرتے جو اسلام کی حقیقی تعلیم ہیں

جس شخص کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والے کے ہاتھ میں ہو وہ کبھی ضائع نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کی نسلیں ضائع ہوتی ہیں

ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ اگر اس نے عہد بیعت کیا ہے تو اسے پورا کرنے کے لیے اپنی تمام تر کوششیں بروئے کار لائے۔ اپنے اعمال ایسے بنائیں جو خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی تعلیم پر چلنے کا نمونہ ہوں۔ اپنی عبادتوں کے وہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کریں جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنیں

حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہے جو ترقی پر ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ اگر کہیں حکومتوں کے قانون سے جماعت کو دبایا بھی گیا ہے تو دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ترقیات سے نوازا ہے۔ ایک جگہ اگر روک ڈالی جا رہی ہے تو دوسری جگہ اللہ تعالیٰ میدان کھولتا چلا جا رہا ہے۔ اور پھر جہاں روک ڈالی جا رہی ہے وہاں بھی وہ اس جماعت کو ختم نہیں کر سکے، نہ ہی لوگوں کے ایمانوں کو ختم کر سکے ہیں

ایسے بہت سارے واقعات روزانہ ہمارے سامنے آتے ہیں کہ دشمن کسی نہ کسی طرح جماعت کو ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کے مقابلے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو ایسے ایسے سلطان نصیر عطا فرما رہا ہے کہ حیرت ہوتی ہے

ان نام نہاد مولویوں میں تو اتنی جرأت ہی نہیں ہے کہ مقابلہ کر سکیں اور دلائل دے سکیں اگر ان میں جرأت اور مقابلے کی طاقت ہوتی اور خود کو سچا سمجھتے تو حکومتوں کا سہارا لینے کے لیے یا ان کے ذریعے سے لوگوں کو مسلم اور غیر مسلم قرار دینے کے یا بعض تنظیموں کے ذریعے سے دینی کام میں روکیں ڈالنے کے بجائے یہ ہمارے مقابلے پر آتے، پبلک میں آتے، ٹی وی پر آتے، اخباروں میں آ کر مناظرہ اور مقابلہ کرتے

یہ مخالفت کرنے والے لوگ یقیناً جھوٹے لوگ ہیں کیونکہ اگر سچے ہوتے تو دلیل سے کام لیتے، ظلم اور مار دھاڑ نہ کرتے۔ ان کا ظلم اور مار دھاڑ کرنا، احمدیوں کو قبرستانوں میں دفن نہ ہونے دینا، احمدیوں کی قبروں کو توڑنا اور ان کی جائیداد اور املاک کو نقصان پہنچانا یہ سب ان کے جھوٹے ہونے کی نشانیاں ہیں

آپ لوگ جنہوں نے اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے، آپؑ کی شناخت کی اور آپؑ کی بیعت میں داخل ہوئے ہیں آپ کا یہ فرض بنتا ہے کہ دنیا کو یہ پیغام پہنچائیں کہ جو مسیح اور مہدی آنے والا تھا وہ آچکا ہے

جب خلافت کا نظام جاری ہوا تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان ترقیات کو بند نہیں کیا بلکہ ہر دَورِ خلافت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو یہ ترقیات مل رہی ہیں۔ دشمن روکیں بھی ڈال رہا ہے۔ دشمن ظلم و زیادتی بھی کر رہا ہے۔ نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کر رہا ہے۔ حکومتیں بھی ٹکر لینے کی کوشش کر رہی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت ترقی کرتی چلی جا رہی ہے اور پھیلتی چلی جا رہی ہے اور اب دنیا کے ہر کونے میں مختلف ذرائع سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچ رہا ہے

”ہمارے غالب آنے کے ہتھیار استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت، خدا تعالیٰ کی عظمت کو مدّ نظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہے“ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا کرنے کے لیے احمدیوں کو تبلیغ دین اور اپنے اندر عملی تبدیلی پیدا کرنے کی تلقین

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

آج دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنا، اسلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لیے جان، مال اور وقت کو قربان کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی وہ شخص ہیں جنہیں اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لیے بھیجا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے بغیر یہ ممکن نہیں تھا کہ یوں دنیا کے کونے کونے سے لوگ آپؑ کے حلقہ بیعت میں آ جاتے اور اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل اس لیے تھا کہ خود اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا جب لوگ اسلام کی تعلیم کو بھولنے لگ جائیں گے تو خدا تعالیٰ ایک شخص کو کھڑا کرے گا جو اسلام کے پیغام کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے دنیا کے کناروں تک پہنچائے گا۔

پس آپ آج یہاں اس مقصد کے لیے آئے ہیں کہ چند دن دینی ماحول میں رہ کر اپنی روحانی اور علمی پیاس بجھائیں اور ان لوگوں میں شامل ہوں جو آخرین کی جماعت ہے جو مسیح موعود کے مشن کو پورا کرنے والے ہیں یا اسے پورا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا تھا اس کی تکمیل دو ہی زمانوں میں ہونی تھی ایک آپؐ کا زمانہ اور ایک آخری مسیح و مہدی کا زمانہ یعنی ایک زمانے میں تو قرآن اور سچی تعلیم نازل ہوئی لیکن اس تعلیم پر فیج اعوج کے زمانہ نے پردہ ڈال دیا جس پردہ کا اٹھایا جانا مسیح کے زمانہ میں مقدر تھا...... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تو...... جماعت صحابہ کرامؓ کا تزکیہ کیا اور ایک آنے والی جماعت کا جس کی شان میں لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعۃ:4) آیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے بشارت دی کہ ضلالت کے وقت اللہ تعالیٰ اس دین کو ضائع نہ کرے گا بلکہ آنے والے زمانہ میں خدا تعالیٰ حقائق قرآنیہ کو کھول دے گا آثار میں ہے کہ آنے والے مسیح کی ایک یہ فضیلت ہوگی کہ وہ قرآنی فہم اور معارف کا صاحب ہوگا اور صرف قرآن سے استنباط کر کے لوگوں کو ان غلطیوں سے متنبہ کرے گا جو حقائق قرآن کی ناواقفیت سے لوگوں میں پیدا ہو گئی ہوں گی۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 40، ایڈیشن 1984ء)

جس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے اس وقت ہر وہ شخص جو اسلام کا درد رکھتا تھا یہ دعا کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو بھیجے جو اسلام کی اس ڈولتی کشتی کو اس بھنور سے نکالے اور اسلام کی تعلیم کا دوبارہ بول بالا ہو اور اس کی خوبصورت اور روشن تعلیم دوبارہ دنیا پر ظاہر ہو اور جب ہم تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ سب سے زیادہ فکر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو ہی تھی جنہوں نے عملی جہاد میں بھی حصہ لیا۔ آپ کے دل میں ایک غم تھا، ایک آگ سی لگی ہوئی تھی کہ کس طرح کوشش کر کے اللہ تعالیٰ کے اس خوبصورت پیغام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلاؤں۔ دنیا کو اس سے آگاہ کروں اور بتاؤں کہ آج اگر اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کا عرفان دلانے والا کوئی مذہب ہے تو وہ اسلام ہی ہے۔

چنانچہ اس زمانے میں آپ نے براہین احمدیہ تصنیف فرمائی۔ اس وقت کے علماء نے آپ کی اس کتاب کی بڑی تعریف کی اور بہت سوں نے کہا کہ اسلام کی تائید میں ایسی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 172) اور یہ ان حالات میں تھا جبکہ اسلام پر تابڑ توڑ حملے ہو رہے تھے اور مسلمان اسلام چھوڑ کر عیسائیت کی گود میں گر رہے تھے یا بعض دہریہ ہو رہے تھے۔ پس یہ اعتراف اس زمانے میں لوگوں نے کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ درد اس لیے تھا کہ آپؑ کو دین اسلام سے محبت تھی۔ آپؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق تھا اور خدائے واحد کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کے لیے ایک تڑپ تھی۔ پس آپؑ نے ایک کتاب لکھی تا کہ دنیا کو بتائیں کہ اس وقت ایک ہی دین ہے جو دنیا کے مسائل کا حل ہے۔ جو حق پر چلانے والا دین ہے۔ حق کی تعلیم دینے والا اور کامل اور مکمل دین ہے۔ آپ نے یہ کتاب لکھ کر جس کی دو تین جلدیں تھیں دنیا کو باور کرایا کہ اسلام ہی حقیقی دین ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو علم و عرفان اس حد تک عطا فرمایا کہ جس کی کوئی مثال نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرما لیا تھا کہ جس مسیح و مہدی نے آنا ہے جس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور جس کی پیشگوئی خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی فرمائی وہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے شروع سے ہی آپ کی اس نہج پر تربیت کی اور آپ کو علم و عرفان عطا فرمایا کہ آپ نے ایسے دلائل پیش کیے کہ دشمن کا منہ بند کر دیا اور دشمن ہر جگہ سے آپ کے مقابلے سے بھاگنے لگا۔ یہ سب کچھ آپ نے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے کیا۔ آپ نے خود فرمایا ہے کہ میں تو گھر سے کچھ نہیں لایا، میں نے تو جو کچھ تعلیم حاصل کی، جو کچھ اعزاز مجھے ملا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ سے محبت میں ملا۔

(ماخوذ از حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 64)

آپؑ کی محبت کا یہ عالم صرف بڑی عمر میں ہی نہیں تھا بلکہ بچپن اور شروع جوانی سے ہی تھا۔ ایک جگہ آپؑ نے فرمایا کہ ”اوائل ایام جوانی میں ایک رات میں نے (رؤیا میں) دیکھا کہ میں ایک عالی شان مکان میں ہوں جو نہایت پاک اور صاف ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ حضورؐ کہاں تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اس کے اندر چلا گیا۔ اور جب میں حضورؐ کی خدمت میں پہنچا تو حضورؐ بہت خوش ہوئے اور آپؐ نے مجھے بہتر طور پر میرے سلام کا جواب دیا۔ آپؐ کا حسن و جمال اور ملاحت اور آپؐ کی پُر شفقت و پُر محبت نگاہ مجھے اب تک یاد ہے اور وہ مجھے کبھی بھول نہیں سکتی۔ آپؐ کی محبت نے مجھے فریفتہ کر لیا اور آپؐ کے حسین و جمیل چہرہ نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اس وقت آپؐ نے مجھے فرمایا کہ اے احمد! تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے؟ جب میں نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور وہ مجھے اپنی ہی ایک تصنیف معلوم ہوئی۔ میں نے عرض کیا حضورؐ یہ میری ایک تصنیف ہے۔ آپؐ نے پوچھا اس کتاب کا کیا نام ہے تب میں نے حیران ہو کر کتاب کو دوبارہ دیکھا تو اسے اس کتاب کے مشابہ پایا جو میرے کتب خانہ میں تھی اور جس کا نام قطبی ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا نام قطبی ہے۔ فرمایا: اپنی یہ کتاب قطبی مجھے دکھا۔ جب حضورؐ نے اسے لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا

مبارک ہاتھ لگتے ہی ایک لطیف پھل بن گیا جو دیکھنے والوں کے لیے پسندیدہ تھا۔ جب حضورؐ نے اسے چیرا جیسے پھلوں کو چیرتے ہیں تو اس سے بہتے پانی کی طرح مصفّا شہد نکلا اور ’’اس طرح بہا کہ‘‘ میں نے شہد کی طراوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں ہاتھ پر انگلیوں سے کہنیوں تک دیکھی۔ ’’یوں شِیرا بہ رہا تھا۔‘‘ اور شہد حضورؐ کے ہاتھ سے ٹپک رہا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گویا مجھے اس لیے وہ دکھا رہے ہیں تا کہ مجھے تعجب میں ڈالیں۔ پھر میرے دل میں ڈالا گیا کہ دروازے کی چوکھٹ کے پاس ایک مُردہ پڑا ہے جس کا زندہ ہونا اللہ تعالیٰ نے اس پھل کے ذریعہ مقدر کیا ہوا ہے اور یہی مقدر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو زندگی عطا کریں۔ میں اسی خیال میں تھا کہ دیکھا کہ اچانک وہ مُردہ زندہ ہو کر دوڑتا ہوا میرے پاس آ گیا اور میرے پیچھے کھڑا ہو گیا مگر اس میں کچھ کمزوری تھی گویا وہ بھوکا تھا۔ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور اس پھل کے ٹکڑے کیے اور ایک ٹکڑا ان میں سے حضورؐ نے خود کھایا اور باقی سب مجھے دے دیے۔ ان سب ٹکڑوں سے شہد بہہ رہا تھا اور فرمایا: اے احمد! اس مُردہ کو ایک ٹکڑا دے دو تا اسے کھا کر قوت پائے۔ میں نے دیا تو اس نے حریصوں کی طرح اسی جگہ ہی اسے کھانا شروع کر دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی اونچی ہو گئی ہے حتّٰی کہ چھت کے قریب جا پہنچی ہے اور میں نے دیکھا کہ اس وقت آپؐ کا چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگا کہ گویا اس پر سورج اور چاند کی شعاعیں پڑ رہی ہیں۔ میں آپؐ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ رہا تھا اور ذوق اور وجد کی وجہ سے میرے آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر میں بیدار ہو گیا اور اس وقت بھی میں کافی رو رہا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ وہ مُردہ شخص اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیوض کے ذریعے سے اسے اب میرے ہاتھ پر زندہ کرے گا۔‘‘ فرمایا کہ ’’اور تمہیں کیا پتہ کہ شاید یہ وقت قریب ہو اس لیے تم اس کے منتظر رہو اور اس رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اپنے پاک کلام سے اپنے انوار سے اور اپنے (باغ قدس) کے پھلوں کے ہدیہ سے میری تربیت فرمائی تھی۔‘‘

(ترجمہ عربی عبارت آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 548-549 از تذکرہ صفحہ 1 تا 3 ایڈیشن ششم 2023ء)

پس آپؑ کی تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی فرمائی اور آپؐ کی تعلیم ہی سے آپؑ نے سب کچھ حاصل کیا تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے اس پیارے کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت دنیا میں قائم کرنے کی تڑپ رکھنے والا تھا یہ خوشخبری دی کہ اے میرے پیارے اب یہ کام تمہارے سپرد ہے کہ اسلام کی اس کشتی کو باحفاظت کنارے پر پہنچاؤ اور تمام دنیا کو اس کے سائے تلے لے آؤ، اس میں بٹھالو بلکہ اللہ تعالیٰ نے بڑا واضح فرمایا کہ دنیا کی نجات اسی میں ہے۔

اب جو کوئی تمہارے مقابلے میں کھڑا ہوگا وہ تمہارے سے نہیں بلکہ مجھ سے لڑ رہا ہوگا اور جو تیرے ہاتھ میں ہاتھ دے گا، جو تیری تائید کرے گا، جو تیری جماعت میں داخل ہوگا وہ میرے ہاتھ میں ہاتھ دے گا اور یہی لوگ ہوں گے جو میرا قرب پانے والے ہوں گے۔

دعویٰ سے پہلے، بیعت لینے سے بھی پہلے 1888ء کی بات ہے کہ آپؑ کو ایک الہام ہوا جس کا ذکر آپ نے ان الفاظ میں فرمایا کہ ’’مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لیے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لیے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غم خوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لیے کوشش کروں گا اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لیے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربانی شرائط پر چلنے کے لیے بدل و جان طیار ہوں گے۔‘‘ یہ شرط ہے کہ ربانی شرائط پر چلنا اور اس کے لیے بدل و جان تیار ہونا ضروری ہے نہ یہ کہ صرف زبانی بیعت کر لی جائے۔ فرمایا کہ ’’یہ ربانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا ہے اس بارہ میں عربی الہام یہ ہے اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا اَلَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ ۔‘‘ (سبز اشتہار، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 470)

کہ جب تُو عزم کر لے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر اور ہمارے سامنے اور ہماری وحی کے ماتحت نظام جماعت کی کشتی تیار کر جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے جو لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت کریں گے وہ دراصل خدا کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہوگا۔

پھر 1888ء میں ہی آپ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جسے آپ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ’’اس نے اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہے۔ تو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی طیار کر۔ جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا اور جو انکار میں رہے گا اس کے لیے موت درپیش ہے اور فرمایا کہ جو شخص تیرے ہاتھ میں ہاتھ دے گا اس نے تیرے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔‘‘ (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 64-65)

پس آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق یہ اعلان فرما دیا کہ اگر تم سچائی اور خدا تعالیٰ کی طرف جانے کا صحیح راستہ تلاش کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں مجھے اس کام کے لیے بھیجا ہے میرے پیچھے آؤ اور میری جماعت میں شامل ہو جاؤ تو تمہارا دین بھی سنور جائے گا، تمہاری دنیا بھی سنور جائے گی، تمہاری عاقبت بھی سنور جائے گی اور اس دنیا میں بھی تم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بنو گے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بنو گے لیکن شرط یہی ہے کہ خالص محبت اپنے دلوں میں پیدا کرنی ہوگی اور سستیاں دور کرنی ہوں گی تبھی تم اس بیعت کا حق ادا کرنے والے بن سکو گے اور ان سب باتوں سے فیضیاب ہونے والے بن سکو گے۔

پس ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا ہم میں وہ خالص محبت اور دین کو حاصل کرنے کے لیے وہ جستجو ہے۔ کیا ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو عہد کرتے ہیں اس کے لیے ہم بھرپور کوشش کر رہے ہیں یا صرف وقتی جوش کے تحت کبھی مال قربان کر دیا اور کبھی جان قربان کر دی اور پھر مستقل مزاجی سے ان باتوں پر عمل نہیں کرتے جو اسلام کی حقیقی تعلیم ہیں۔

پس اگر ہم نے فیض پانا ہے اور اگر ہم نے حقیقت میں ان تمام برکات سے حصہ لینا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے ساتھ وابستہ کی ہیں تو ہمیں بہرحال اپنے عملوں کو ٹھیک کرنا ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا تھا کہ میں تمہارا ایک پکّا ہمدرد ہوں، سچا ہمدرد ہوں۔

میں تمہیں ایسے راستے بتاؤں گا جو تمہارے گناہوں کا بوجھ ہلکا کریں گے۔ تمہارے لیے میں دعائیں کروں گا جو عرش پر انشاء اللہ قبول ہوں گی۔ عارضی طور پر مسائل بھی آئیں گے۔ آفات بھی آئیں گی۔ مشکلات بھی آئیں گی لیکن اللہ تعالیٰ تمہاری دین و دنیا اور آخرت سنوارنے میں میرے ساتھ جڑنے سے ہی ایک ایسی حالت پیدا کرے گا جو تمہیں خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہوگی اور جو دنیا و آخرت سنوارنے کا ذریعہ بنے گی۔

پس جس شخص کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والے کے ہاتھ میں ہو وہ کبھی ضائع نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کی نسلیں ضائع ہوتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے ہی اب یہ فیض جاری ہوا ہے ورنہ روحانی موت تو دنیا کا مقدر بن چکی ہے۔ آج کل کے حالات میں ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ دنیا داری میں اس قدر ڈوب چکے ہیں کہ روحانیت کا نام و نشان نہیں رہا اور دنیا نے دین کا مذاق اڑانا شروع کیا ہوا ہے۔ اس لیے آج ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ اگر اس نے عہد بیعت کیا ہے تو اسے پورا کرنے کے لیے اپنی تمام تر کوششیں بروئے کار لائے۔ اپنے اعمال ایسے بنائیں جو خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی تعلیم پر چلنے کا نمونہ ہوں۔ اپنی عبادتوں کے وہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کریں جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنیں۔

جب ایسی صورت ہوگی تو پھر ہم اس بیعت سے بھی فیض پانے والے ہوں گے جو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر کی ہے۔ ہم ان برکات سے بھی فیض حاصل کرنے والے ہوں گے جو برکات اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جڑنے سے مقدر کی ہیں۔

بہرحال اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو یہ حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کرو کہ میری بیعت میں آؤ تا کہ نجات پاؤ تو آپ نے 1889ء میں پہلی بیعت لی اور اس میں خاص طور پر اس طرف توجہ دلائی کہ یہ عہد کرو کہ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھو گے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے عشق اور وفا کا تعلق رکھو گے اور میرے ساتھ بھی ایک خاص تعلق وفا کا پیدا کرو گے۔ (ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 159-160) تب تم اس کشتی میں سوار ہو جاؤ گے جو ان طوفانوں سے تمہیں بچا کر لے جائے گی اور اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ واضح اعلان فرمایا کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں اس لیے تم میری بیعت کرو۔ یہ ایک ایسا دعویٰ تھا جو انسانی بس میں نہ تھا کیونکہ کوئی اَور ایسا دعویدار پیدا نہیں ہوا جس نے یہ دعویٰ بھی کیا ہو، اتنی عمر بھی پائی ہو اور اس کی جماعت نے ترقی بھی کی ہو۔ آج بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت ترقی کی منازل طے کر رہی ہے۔ دنیا کے 215 بلکہ اس سے بھی زیادہ ممالک میں پھیل گئی ہے، اور دنیا کے ہر ملک میں احمدی موجود ہیں۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت ہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں یہ سب کچھ نظر آ رہا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں جو جھوٹے دعویدار تھے انہیں تو اللہ تعالیٰ نے پکڑا اور تباہ و برباد کر دیا بلکہ جو مقابلے میں بھی آئے اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی ختم کر کے رکھ دیا۔ اگر کہیں کسی حکومت یا گروہ کو عارضی کامیابی مل رہی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تائید ان کے ساتھ ہے کیونکہ ان کے خلاف انہی میں سے لوگ کھڑے ہوتے ہیں اور چند سال بعد وہی لوگ جو اپنی طرف سے بڑے زعم میں اٹھے ہوتے ہیں آخر کار تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

لیکن حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہے جو ترقی پر ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ اگر کہیں حکومتوں کے قانون سے جماعت کو دبایا بھی گیا ہے تو دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ترقیات سے نوازا ہے۔ ایک جگہ اگر روک ڈالی جا رہی ہے تو دوسری جگہ اللہ تعالیٰ میدان کھولتا چلا جا رہا ہے۔ اور پھر جہاں روک ڈالی جا رہی ہے وہاں بھی وہ اس جماعت کو ختم نہیں کر سکے، نہ ہی لوگوں کے ایمانوں کو ختم کر سکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگ اپنے ایمانوں پر قائم اور مضبوط ہیں۔ آج بھی مجھے پاکستان سے اور دوسری جگہوں سے جہاں مخالفت ہے خط آتے ہیں کہ کوئی ہمارے ایمانوں کو ہلا نہیں سکتا۔ ٹھیک ہے کہ چند

کمزور بھی ہوتے ہیں لیکن اکثریت ایمانوں میں پختہ ہے۔ بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب یہ سارے الہام مجھے جماعت قائم کرنے کے لیے ہوئے اس وقت مجھے فکر دامن گیر ہوئی کہ ہر مامور کے لیے سنت الٰہیہ کے موافق ایک جماعت کا ہونا بھی ضروری ہے تا کہ وہ اس کا ہاتھ بٹائیں۔ بغیر مددگاروں کے نبی کام نہیں کرتے نہ کر سکتے ہیں۔ انبیاء کی جماعتیں ہوتی ہیں اور اس کے مددگار بھی ہوتے ہیں اور مال کا ہونا بھی ضروری ہے تا دینی ضروریات میں، جو پیش آتی ہیں، خرچ ہو سکے۔ اخراجات بھی ہوتے ہیں اور سنت اللہ کے موافق اعداء کا ہونا بھی ضروری ہے یعنی دشمنوں کا ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ انبیاء کی ہمیشہ دشمنی ہوتی ہے اور پھر ان پر غلبہ بھی ضروری ہے تا کہ ان کے شر سے محفوظ رہیں اور امر دعوت میں تاثیر بھی ضروری ہے تا سچائی پر دلیل ہو۔ دعوت اور تبلیغ کا بھی اثر ہونا چاہیے تا کہ سچائی بھی قائم ہو اور تا اس خدمت مفوضہ میں ناکامی نہ ہو۔ (ماخوذ از نصرۃ الحق، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 67)

پس دیکھ لیں الٰہی جماعتوں کے لیے جو باتیں ضروری ہیں وہ آج ہمیں جماعت احمدیہ کے علاوہ اَور کہیں نظر نہیں آتیں۔ آپؑ کو فکر ہوئی کہ اگر میں مامور ہوں تو مامور کے لیے جماعت بھی ہوتی ہے، وہ کہاں ہے، میرے پاس تو کوئی جماعت نہیں۔ میں تو اکیلا آدمی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت دی اور ایسے مخلصین کی جماعت دی کہ جنہوں نے قربانیاں بھی کیں۔ اعلیٰ معیار بھی قائم کیے اور اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے اور آج تک اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے چلے جا رہے ہیں صرف دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لیے۔ اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو پورا کرنے کے لیے۔ اپنے دین پر اس عہد کے ساتھ قائم رہے کہ ہم نے جو عہد بیعت باندھا ہے ہم اس پر قائم رہیں گے اور تادم آخر اپنے دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ جماعت احمدیہ میں اس کی مثالیں آج ہر جگہ پاکستان میں، افریقہ میں اور بعض دوسرے ممالک میں ملتی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں جہاں احمدی شہید کیے جاتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا بہتر تعارف ہوتا ہے اور پھر جماعت پھیلتی ہے۔ اسی طرح ان الٰہی جماعتوں کی یہ بھی نشانی ہے کہ ان کے ایسے مددگار ہوں جو مالی قربانیاں کرنے والے ہوں۔ چنانچہ دیکھ لیں آج روئے زمین پر صرف اور صرف حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے ماننے والے ہی ہیں جن کی جماعت قربانیاں کرتی چلی جا رہی ہے اور ہر سال مَیں اپنی رپورٹوں میں بھی ان قربانیوں کا ذکر کرتا ہوں کہ کس طرح لوگ قربانیاں کرتے ہیں اور کس طرح لوگوں میں یہ روح پیدا ہو گئی ہے کہ ہم نے دین کی خاطر قربانیاں کرنی ہیں۔ افریقہ میں دیکھ لیں، ہندوستان میں دیکھ لیں، یورپ میں دیکھ لیں، روس میں دیکھ لیں، عرب ممالک میں دیکھ لیں ہر جگہ ہمیں مالی قربانیوں کی مثالیں نظر آتی ہیں۔

انڈیا سے ایک رپورٹ مَیں دیکھ رہا تھا۔ ایک شخص نے لکھا کہ میں نے 2014ء میں بیعت کی تھی اور مجھے احمدیہ جماعت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ اس وقت چندہ وقفِ جدید کے بارے میں پوچھا گیا تو میں نے کہا کہ میں چار ہزار روپے ادا کروں گا اور مَیں نے ادا کر دیا۔ میرے پاس وہی گنجائش تھی لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ تھا کہ ایسے گروہ پیدا ہوں گے جو تیری مدد کریں گے تو میں بھی ان کی مدد کروں گا اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں اتنی برکت ڈالی کہ وہ کہتے ہیں کہ وہی چار ہزار دینے والا شخص آج پانچ لاکھ روپے چندہ دے رہا ہے۔ اسی طرح دوسرے ممالک کی مثالیں ہیں۔ مثلاً جارجیا میں ایک صاحب ہیں جو فلسطینی ہیں۔ اس وقت جب انہوں نے یہ واقعہ لکھا تھا وہ میڈیکل سٹوڈنٹ تھے۔ کہتے ہیں مجھے فکر ہوتی تھی کہ میرے پاس پیسے نہیں۔ بعض دفعہ ایسے موقعے آتے تھے اور میں سوچتا کہ کس طرح اپنے چندے ادا کروں گا لیکن اللہ تعالیٰ ایسے موقعوں پہ بھی ایسی برکت ڈالتا تھا کہ میں حیران ہو جاتا تھا۔ ایسے ہی ایک موقع پر مجھے پیسوں کی ضرورت تھی، میں نے چندہ دینا تھا۔ تو حکومت کی طرف سے مجھے ایک ہزار ڈالر ٹرانسفر ہو گئے جس کی مجھے کوئی توقع نہیں تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہی مالی قربانیوں کی وجہ سے جو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے لیے کرنا چاہتا ہوں اور کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے میرے مال میں برکت ڈالی۔

پھر انڈونیشیا ہے، افریقہ ہے اور بہت سارے ممالک میں ایسے لوگ موجود ہیں جو مالی قربانیاں کرنے والے ہیں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنا مال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کرنے کے لیے پیش کرتے ہیں تا کہ تبلیغِ اسلام اور تکمیلِ اشاعتِ اسلام کا کام ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کو اس طرح نوازتا ہے جیسے کہ کئی لوگ لکھتے رہتے ہیں۔ میں نے کچھ بیان بھی کیا۔ مجھے لوگ لکھتے ہیں کہ جب ہم مالی قربانیاں کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں غیر معمولی غیر محسوس طور پر اور عجیب و غریب طریقوں سے مال فراہم کر دیتا ہے اور ہمارے مال میں کشائش پیدا ہو جاتی ہے جس سے ہم پھر دوبارہ ایک نئے جوش کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو بڑھانے کے لیے مالی قربانی کرتے ہیں۔

پس جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مامور فرمایا اور یہ وعدہ کیا تو آپ کی اس فکر کو بھی دور فرما دیا کہ اس کام کے لیے مال بھی ہونا چاہیے جو اشاعتِ اسلام اور دین کی سربلندی کے لیے ضروری ہے۔ چنانچہ وہ مال اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مہیا فرما دیا۔

آج آپ لوگ جو یہاں بیٹھے ہیں دیکھ لیں کہ آج سے چالیس سال یا پچاس سال پہلے بلکہ دس پندرہ بیس سال پہلے آپ یہ تصوّر بھی نہیں کر سکتے تھے کہ جرمنی میں بیٹھ کر آپ اتنے وسیع مجمع کی صورت میں جمع ہو سکیں گے اور آپ کے جلسے کے انتظامات پر ہی کئی ملین یورو خرچ ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے ذرائع پیدا فرما دیے کہ مالی قربانیاں کرنے والے لوگ موجود ہیں جو کئی ملین یورو بھی دے دیتے ہیں اور اس کے ذریعے سے تبلیغ اسلام کا کام بھی جاری ہے۔

یہاں بہت سارے غیر مسلم اور اسلام پر تنقید کرنے والے لوگ بھی آتے ہیں۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ آپ لوگ کس طرح خلوص کے ساتھ روحانی علم سیکھنے اور اپنی روحانی پیاس بجھانے کے لیے جمع ہیں اور اس مقصد کے لیے خود قربانی کر کے ایک جنگل کو شہر میں تبدیل کر دیا۔ تو انہیں حیرت ہوتی ہے اور پھر ان میں بھی خدا تعالیٰ پر یقین کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اب دو سال سے جرمنی والے بھی باہر جلسہ منعقد کر رہے ہیں اور وہاں بھی انہوں نے عارضی انتظامات کیے ہیں اور یہ جنگل کو شہر میں تبدیل کرنے والی بات ہی ہے۔ تو یہ وہ ذرائع ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کو بھیجا تو اس کے لیے وسائل بھی مہیا فرما دیے۔

اسی طرح آج ہم دیکھتے ہیں کہ ایم ٹی اے کے ذریعے سے دنیا کے کونے کونے میں تبلیغ اسلام کا کام ہو رہا ہے جس پر ملینز ڈالر اور پاؤنڈ خرچ ہو رہے ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک مثلاً افریقہ میں، انڈونیشیا میں، امریکہ میں اور یورپ میں ہمارے ایم ٹی اے اسٹوڈیوز قائم ہو چکے ہیں جن کے ذریعے سے پروگرام بن کر دنیا بھر میں پھیل رہے ہیں اور تبلیغ اسلام اور تبلیغ احمدیت ہو رہی ہے۔ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے ہو رہے ہیں ورنہ یہ انسانی بس کی بات تو نہیں تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا جو اس نے فرمایا تھا کہ میں تجھے مقرر کر رہا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی وعدہ فرمایا تھا کہ ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔“

(تذکرہ صفحہ 281 ایڈیشن ششم 2022ء)

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدے کا پاس بھی کرنا تھا اور اس نے اس کا پاس کیا اور اسے پورا بھی کیا۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ الٰہی جماعتوں کے لیے دشمنوں کا ہونا بھی ضروری ہے۔

یہ بھی ایک سچائی کی نشانی ہے اور الٰہی جماعتوں کی صداقت کی نشانی ہے کہ ان کے دشمن ہوں۔ آج دیکھ لیں کہ بحیثیت جماعت اگر کسی کی مخالفت کی جاتی ہے تو وہ جماعت احمدیہ کی مخالفت کی جاتی ہے۔ آپس میں بیشک یہ لوگ لڑ بھی رہے ہوں۔ کافروں کی نشانی خدا تعالیٰ نے یہی بتائی ہے کہ قُلُوۡبُہُمۡ شَتّٰی۔ (الحشر: 15) یعنی ان کے دل پھٹے ہوئے ہوتے ہیں لیکن جب احمدیت کا معاملہ آتا ہے تو یہ سب ایک ہو کر ہمارے خلاف ہو جاتے ہیں۔ یہ صورتحال آج ہمیں صرف جماعت احمدیہ کے مخالفین میں نظر آتی ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت نظر آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ عجیب طریقوں سے مدد فرماتا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ دشمنوں کا ہونا بھی ضروری ہے۔ یہ دشمنیاں آج تک چل رہی ہیں اور ان دشمنیوں ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جماعت کو ترقی دیتا چلا جا رہا ہے۔ دشمن سمجھتا ہے کہ ہم نے احمدیت کی مخالفت کر کے ان کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ دشمنی کا یہ حال ہے۔ حالانکہ اگر پاکستان میں مخالفت کرتے ہیں اور ہمیں تبلیغ کے کھلے وسائل اور ذرائع میسر نہیں ہیں تو دنیا میں اور جگہوں پر تبلیغ ہو رہی ہے۔ بلکہ پاکستانی مولویوں کے اسی عمل کی وجہ سے اسلام اور احمدیت کا تعارف دنیا میں پھیل رہا ہے۔ چھوٹی چھوٹی جگہوں پر بھی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے نظارے دکھاتا ہے۔

کس طرح اللہ تعالیٰ یہ نظارے دکھاتا ہے۔ تنزانیہ کے ایک ریجن میں ایک شخص ہماری مسجد میں آیا، جنگینی غالباً نام ہے۔ وہ سُنّی مسلمان تھا۔ احمدی نہیں تھا۔ کہنے لگا کہ آپ لوگ اسلام کی تعلیم سے دور ہیں اور مخالفت شروع کر دی۔ اس نے کہا کہ چونکہ آپ لوگ احمدی ہو کر اسلام سے ہٹ گئے ہیں اس لیے دوبارہ اسلام میں داخل ہوں۔ اس نے ہماری مسجد میں آ کر شور مچانا شروع کر دیا۔ فسادی تھا۔ بعض فتنہ پرداز ارد گرد اکٹھے ہو گئے۔ اس پر معلم صاحب نے اسے جماعتی تعلیم کے حوالے سے بتایا کہ ہم کیا مانتے ہیں؟ یہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور جس مسیح موعود نے آنا تھا وہ آچکا ہے اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپؐ کی غلامی میں امتی نبی آ سکتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپؐ کی غلامی میں ہی امتی نبی ہیں، کوئی شرعی نبی نہیں۔ آپؑ کا تو دعویٰ ہی یہی ہے کہ میں نے جو کچھ پایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے ہی پایا۔ آپؐ کے عشق اور آپؐ کی محبت سے پایا۔ جس پر اس سنی شیخ نے، جو مولوی تھا مباحثے کا اعلان کر دیا۔ جب معلم صاحب نے اسے مباحثے کے لیے بلایا تو اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی۔ خود ہی مکر گیا۔ کہنے لگا کہ اسے مناظرے کی اور مباحثے کی اجازت نہیں ملی اور اس کے لیے اسے اپنی تنظیم کو کچھ رقم دینی پڑے گی، جو اس کے پاس نہیں ہے، بہانے بنانے لگا۔ معلم صاحب نے اسے کہا کہ تم نے جو فیس دینی ہے وہ رقم مَیں ادا کر دیتا ہوں۔ جس پر اس سنی شیخ نے پھر اِدھر اُدھر کی باتیں شروع کر دیں اور فرار کے بہانے ڈھونڈنے لگا۔ جب اس بات کا علم دوسرے لوگوں کو ہوا جو غیر احمدی مسلمان تھے تو انہوں نے کہا کہ ان دلیلوں سے جو یہ احمدی معلم دے رہا ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا چکے ہیں اور جو باتیں یہ کر رہا ہے وہ صحیح ہیں۔ اب ہمیں سمجھ آئی ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں تو وہ آ کر ہماری مدد کیسے کر سکتے ہیں؟ تم کہتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام مدد کرنے آئیں گے اور پھر اسلام کا بول بالا ہو گا اور یہ ہو گا اور وہ ہو گا۔ مہدی بھی اس کے ساتھ ہو گا۔ اس پر لوگوں

نے کہا کہ ہم احمدیت کے ساتھ ہیں کیونکہ احمدیت کی دلیل بڑی واضح ہے کہ کوئی انسان ہمیشہ زندہ نہیں رہتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک انسان تھے اور وہ فوت ہو گئے۔ قرآن بھی یہ ثابت کرتا ہے اور انہوں نے اعلان کیا کہ یہاں کوئی احمدی کو تبلیغ سے نہیں روک سکتا اور نہ ہی کوئی ان کو یہ کہہ سکتا ہے کہ تم دوبارہ مسلمان ہو جاؤ۔ یہ تو خود مسلمان ہیں اور مسلمانوں والی باتیں کر رہے ہیں۔ ان میں سے بہت سے مسلمان احمدی ہو گئے اور انہوں نے کہا یہ تو مسلمانوں والی باتیں کرتے ہیں۔ ہم ان کو تنگ نہیں کریں گے اور نہ کسی کو تنگ کرنے دیں گے۔ ان غیروں میں سے خود ہی ہماری حفاظت کے لیے بھی کھڑے ہو گئے۔

ایک احمدی بشیر صاحب ہیں انہوں نے اس سنی شیخ سے کہا کہ قرآن کریم کی ایک آیت سے بھی ثابت کر دو کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں۔ اگر کوئی ایسی دلیل لے آؤ جس سے حیاتِ مسیح ثابت ہو جائے تو میں اپنے دو گھر اور دو ملین تنزانین شلنگ تمہیں دے دوں گا۔ بہرحال اس پر اس شخص نے معذرت کی اور دوڑ گیا اور کہا نہیں مَیں نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں جماعت کا ایک نیک اثر قائم ہوا اور جماعت مضبوطی سے وہاں پھیل رہی ہے۔ تو اس طرح دشمن مخالفتیں کر رہے ہیں۔

ایسے بہت سارے واقعات روزانہ ہمارے سامنے آتے ہیں کہ دشمن کسی نہ کسی طرح جماعت کو ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کے مقابلے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو ایسے ایسے سلطان نصیر عطا فرما رہا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔

دور دراز علاقوں میں جہاں ابھی تک صحیح طرح لٹریچر نہیں پہنچا اور لوگ اردو نہیں پڑھ سکتے ایسے لوگ ہیں کہ انہوں نے جو کچھ پڑھا اور سیکھا ہے اسی سے ان کے پاس ایسے دلائل ہیں کہ انہوں نے دشمنوں کا منہ بند کر کے رکھ دیا ہے اور دشمن اس بات پر مجبور ہے کہ وہ ہمارے سامنے نہ ٹک سکے۔ اس وقت جن جن مختلف ملکوں میں جماعت موجود ہے وہاں احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی روشنی میں ایسے دلائل اور براہین سے پُر ہیں کہ جن کا مقابلہ دشمن کر ہی نہیں سکتا۔

ان نام نہاد مولویوں میں تو اتنی جرأت ہی نہیں ہے کہ مقابلہ کر سکیں اور دلائل دے سکیں۔ اگر ان میں جرأت اور مقابلے کی طاقت ہوتی اور خود کو سچا سمجھتے تو حکومتوں کا سہارا لینے کے لیے یا ان کے ذریعے سے لوگوں کو مسلم اور غیر مسلم قرار دینے کے یا بعض تنظیموں کے ذریعے سے دینی کام میں روکیں ڈالنے کی بجائے یہ ہمارے مقابلے پر آتے، پبلک میں آتے، ٹی وی پر آتے، اخباروں میں آ کر مناظرہ اور مقابلہ کرتے۔

صرف یکطرفہ نعرے لگا دینا اور اعتراض کر دینا اور گالیاں دے دینا تو کمال نہیں ہے۔ باقاعدہ بحث ہو تو پھر پتا لگتا ہے۔ پھر لوگوں کو فیصلہ کرنے دیتے کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔

مساجد بنانے میں بھی مخالفت کی جاتی ہے۔ جماعت احمدیہ جہاں بھی ہے وہاں یہ کوشش ہوتی ہے کہ مسجد بن جائے تا کہ لوگ اکٹھے ہو کر نماز پڑھ سکیں۔

نائیجر میں ایک جگہ جماعت نے ایک چھوٹا سا قطعہ زمین خریدا بلکہ یہ شہر کی انتظامیہ نے دیا تھا کہ مسجد بنا لیں۔ اس وقت انہوں نے مخالفت نہیں کی لیکن اس پر وہاں کے بعض اہلِ سنت لوگوں نے اور دیگر فرقوں نے بلکہ مقامی قبائلی چیف نے اور جہاں شہر کی جامع مسجد تھی اس کے امام نے بھی شہری انتظامیہ کو برا بھلا کہنا شروع کیا کہ تم نے ان کو مسجد بنانے کے لیے زمین کیوں دی ہے لیکن انتظامیہ نے کوئی توجہ نہیں دی۔ بہرحال جب مسجد کی تعمیر کے لیے شہر کی انتظامیہ سے اجازت طلب کی گئی تو انہوں نے کہا کہ پہلے شہر والوں سے اجازت نامے پر دستخط کراؤ۔ شر پسندوں نے انتظامیہ کو اس بات پر قائل کر لیا تھا کہ فتنے سے بچنے کے لیے پہلے شہر والوں سے دستخط کروائے جائیں۔ بہرحال اس پر علاقے کے مقامی قبائلی چیف اور امام مسجد نے تو دستخط کر دیے۔ امام مسجد شریف النفس معلوم ہوتا ہے۔ اس نے پہلے تو مخالفت کی تھی لیکن بعد میں دستخط کر دیے۔ شہر کے چیف نے مخالفین سے ڈرتے ہوئے دستخط نہیں کیے۔ بلکہ اسی طرح جس طرح آج کل پاکستان میں حکومت اور انتظامیہ تحریک لبیک والوں سے ڈر کر احمدیوں کے بہت سارے حقوق پامال کر رہی ہے اور انصاف سے کام نہیں لیتی ان لوگوں نے بھی ایسی حرکت کی۔ بہرحال وہاں بھی کچھ لوگوں کا ایسا ہی اثر و رسوخ ہوگا جس طرح پاکستان میں مولویوں کا ہے۔ جس کی وجہ سے چیف گھبرا گیا اور اس نے دستخط نہیں کیے لیکن قبائلی چیف جو کہ ایک جرأت مند شخص تھا اور وسیع علاقے کا چیف تھا اسے یہ بات بہت بری لگی کہ مسجد تو اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ اس پر وہ قبائلی چیف، جس کے تحت دو سو سے زیادہ قصبے اور دیہات تھے، انتظامیہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کو مسجد تعمیر کرنے دو۔ بے شک شہر کا چیف راضی نہ ہو۔ بہرحال اس پر شہر کے میئر نے پھر دستخط کر دیے اور مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے وہاں مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی۔

اس طرح کے بے شمار واقعات روزانہ پیش آتے ہیں اور رپورٹوں میں اس بات کا ذکر ہوتا ہے کہ کس طرح مختلف جگہوں پر لوگ کھلم کھلا مخالفت کر رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ پھر اپنی تائید بھی فرماتا ہے اور یہ دکھاتا ہے کہ وہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیے ہوئے وعدوں کو پورا کر رہا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ’’جب تُو بیعت لے رہا ہے تو میرا ہاتھ تیرے ہاتھ کے اوپر ہے۔‘‘ تو اللہ تعالیٰ پھر مدد بھی کر رہا ہے۔

اگر کہیں بعض لوگ کمزوری ایمان کی وجہ سے پیچھے ہٹ بھی جاتے ہیں تو بعد میں بہت سارے ایسے بھی ہیں جو معافی کے خطوط بھی لکھتے ہیں لیکن جو کمزور ایمان والے ہٹتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی جگہ دوسرے مقامات پہ مضبوط ایمان والے لوگ عطا فرماتا چلا جاتا ہے اور ہر سال لاکھوں لوگ جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کی علامت ہے کہ وہ کس طرح لوگوں کے دلوں کو پھیر پھیر کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں لا رہا ہے۔

یہ مخالفت کرنے والے لوگ یقیناً جھوٹے لوگ ہیں کیونکہ اگر سچے ہوتے تو دلیل سے کام لیتے۔ ظلم اور مار دھاڑ نہ کرتے۔ ان کا ظلم اور مار دھاڑ کرنا، احمدیوں کو قبرستانوں میں دفن نہ ہونے دینا، احمدیوں کی قبروں کو توڑنا اور ان کی جائیداد اور املاک کو نقصان پہنچانا یہ سب ان کے جھوٹے ہونے کی نشانیاں ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ایمان کو ثریّا سے لے کر آئے اور اسلام کی حقیقی تعلیم کو دوبارہ دنیا میں رائج کر رہے ہیں، دنیا میں پھیلا رہے ہیں اور ہم اس مقصد کے لیے ہر ممکن وسیلہ اختیار کر رہے ہیں۔ آج کل اس پیغام کی اشاعت کے لیے ٹی وی ہے، سوشل میڈیا ہے، پرنٹ میڈیا ہے اور لٹریچر ہے۔ یہ تمام ذرائع استعمال کیے جا رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ ہی ہے جو دنیا میں اسلام کی تبلیغ کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ (الجمعۃ:4) کا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ پس ہمیں اس بات پر گھبرانے کی ضرورت نہیں کہ دشمن ہمارے ساتھ کیا کر رہا ہے یا جماعت احمدیہ کی فلاں جگہ بظاہر ترقی نہیں ہو رہی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ترقی کر رہی ہے اور لاکھوں لوگ ہر سال دنیا میں جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ بعض جگہ جہاں لگتا ہے کہ نہیں ہے وہاں بھی خاموشی سے کام ہو رہا ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دعوت کی تاثیر ہونا بھی ضروری ہے تا کہ یہ سچائی پر دلیل ہو۔ وہ تاثیر بھی ظاہر ہو رہی ہے اور اگر ان مولویوں کو اس قدر یقین ہے کہ ہم جھوٹے ہیں تو جیسا کہ میں نے کہا مولوی ہمیں کھلی اجازت کیوں نہیں دیتے کہ ہم تبلیغ یا مناظرہ کریں اور پھر لوگوں کو فیصلہ کرنے دیں کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔ پس آپ لوگ جنہوں نے اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے، آپ کی شناخت کی اور آپؑ کی بیعت میں داخل ہوئے ہیں آپ کا یہ فرض بنتا ہے کہ دنیا کو یہ پیغام پہنچائیں کہ جو مسیح اور مہدی آنے والا تھا وہ آ چکا ہے۔

جو پہنچا سکتے ہیں وہ مسلمانوں کو خاص طور پر یہ پیغام پہنچائیں۔ جن جگہوں پر کھل کر تبلیغ کرنے کی اجازت نہیں ہے وہاں کے لوگ کم از کم دعائیں تو کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے سینے کھولے اور ان کو مسیح موعود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کل دنیا اور بالخصوص مسلمانوں کی کس قدر بے بسی کی حالت ہے کہ باوجود اس کے کہ بعض مسلمان ملکوں کے پاس دولت ہے اور پیسہ ہے، مسلمان دنیا میں اس طرح ڈوبے ہوئے ہیں، اس طرح دنیاوی کاموں میں پڑے ہوئے ہیں کہ غیر مسلم اور اسرائیلی حکومت ان پر ظلم پر ظلم کرتی چلی جا رہی ہے اور مسلمانوں کو بچانے والا کوئی نہیں۔ اگر جنگ اور جہاد کا دعویٰ کرتے ہیں تو اس کی بھی ہمت نہیں ہے۔ بہرحال ہم تو اس بات کے قائل ہی نہیں ہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ دعاؤں اور اپنے عملوں سے اسلام کا خوبصورت پیغام پہنچاؤ تو تبھی یہ کام ہوں گے۔ اگر ہمارے اعمال نیک ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہیں تو اللہ تعالیٰ خود ہمارے لیے وہ وسائل اور سامان پیدا فرمائے گا جو اسلام اور احمدیت کی فتوحات کا پیش خیمہ ہوں گے۔ بہرحال ہمیں ان کے لیے جو مظلوم مسلمان ہیں دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر قسم کے غم سے نکالے اور مسلمان صرف اپنی فکر نہ کریں بلکہ اس فکر میں رہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کس طرح حاصل کرنی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام ہوا تھا کہ ’’كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي۔‘‘ کہ خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ (تذکرہ صفحہ 482 ایڈیشن ششم 2022ء)

آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي۔ (المجادلہ:22) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے۔‘‘ غلبہ سے کیا مراد ہے؟ مراد یہ ہے کہ جیسا کہ نبیوں کا رسولوں کا منشا ہوتا ہے ’’کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے‘‘ مطلب یہ کہ دلائل ایسے ہونے چاہئیں جن کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ ’’اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔‘‘ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304) اور یہ تخم ریزی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ سے ہوئی اور 1908ء میں آپؑ کی وفات کے بعد جب خلافت کا نظام جاری ہوا تو اللہ

تعالیٰ نے پھر ان ترقیات کو بند نہیں کیا بلکہ ہر دَورِ خلافت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو یہ ترقیات مل رہی ہیں۔ دشمن روکیں بھی ڈال رہا ہے۔ دشمن ظلم و زیادتی بھی کر رہا ہے۔ نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کر رہا ہے۔ حکومتیں بھی ٹکر لینے کی کوشش کر رہی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت ترقی کرتی چلی جا رہی ہے اور پھیلتی چلی جا رہی ہے اور اب دنیا کے ہر کونے میں مختلف ذرائع سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچ رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’خدا تعالیٰ اپنے بندوں کا حامی ہو جاتا ہے۔ دشمن چاہتے ہیں کہ ان کو نیست و نابود کریں مگر وہ روز بروز ترقی پاتے ہیں اور اپنے دشمنوں پر غالب آتے جاتے ہیں جیسا کہ اس کا وعدہ ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ۔ یعنی خدا تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 302)

پھر آپؑ نے فرمایا:

’’مَیں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک مَیں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ مَیں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لیے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور ابال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پتلی کی طرح اس مشت خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں؟ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

پس آپؑ نے یہ دعویٰ فرمایا کہ میں ان شاء اللہ کامیاب ہوں گا اور دنیا دیکھ لے گی کہ آخر میں ہی کامیاب ہوں گا۔ جماعت احمدیہ کی گذشتہ 136 سالہ زندگی اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے وعدوں کے مطابق ترقیاں ہی ترقیاں دیتا چلا جا رہا ہے اور ہماری بھی یہ ذمہ داریاں ہیں کہ اس ترقی کا حصہ بننے کے لیے اپنے فرض ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اس فرض کی ادائیگی کے لیے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’ہمارے غالب آنے کے ہتھیار استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت، خدا تعالیٰ کی عظمت کو مدّنظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہے۔

نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے۔ جب نماز پڑھو تو اس میں دعا کرو اور غفلت نہ کرو اور ہر ایک بدی سے خواہ وہ حقوق الٰہی کے متعلق ہو خواہ حقوق العباد کے متعلق ہو ’’اس سے‘‘ بچو۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 303)

ہر بدی سے بچنا ضروری ہے۔ ایک جگہ آپؑ نے بڑے واضح طور پر فرمایا کہ ’’یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کرے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلا سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور وہ بدبختی اسے جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لیے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے، وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے، ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ ہے اور ہم ہر روز اس دعوے کو پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ مختلف حالات میں مدد اور تائید و نصرت فرماتا ہے اور باوجود ان آزمائشوں کے جو لوگ سچائی پر قائم ہیں ان پر اپنے فضلوں کی ایسی بارش فرماتا ہے اور ان کے ایمانوں کو اتنا مضبوط کر دیتا ہے کہ وہ پہلے سے بڑھ کر مضبوط ہوتے ہیں اور پھر آگے سے آگے قدم بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اس کی نشانیاں اور آثار بھی ہمیں نظر آ رہے ہیں کہ دنیا میں جس طرح جماعت پھیل رہی ہے یہ کسی جھوٹے کا دعویٰ نہیں ہو سکتا۔ یہ بہت بڑی بات ہے، بہت بڑی دلیل ہے۔ پس اس بات پر زور دیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے غالب آنے کے ہتھیار دعائیں ہیں۔

دعاؤں کی طرف بہت توجہ دینی چاہیے اور جب ہم دعاؤں کی طرف توجہ دیں گے تو تب ہی اللہ تعالیٰ کامیابیاں بھی عطا فرمائے گا۔

اسی طرح آپؑ نے فرمایا کہ دینی علم حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی کوشش کرو اور نمازوں کی ادائیگی کی کوشش کرو۔ جب ہم ان سب چیزوں کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے فضلوں کا وارث بنائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم یہ حق ادا کرنے والے ہوں اور اپنی زندگیوں میں جماعت احمدیہ کی ترقی کے نظارے دیکھتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو بھی اور مجھے بھی اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم نیکیوں پر قائم ہوں اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے ہوں، اپنے ایمانوں میں ترقی کرتے چلے جانے والے ہوں۔ آمین۔ اب دعا کر لیں۔ ’’دعا‘‘۔ آمین

☆......☆......☆

(دعا کے بعد حضورِ انور نے فرمایا:)

اچھا مجھے حاضری بتانے دیں، نعرے بعد میں لگائیں۔ وہاں کی اطلاع کے مطابق کُل حاضری جو ان کی سکین ہوئی ہے وہ 44 ہزار 484 ہے یعنی قریباً ساڑھے چوالیس ہزار لیکن کچھ ایسے ہیں جو ان کے مطابق سکین نہیں ہوئے اس طرح چھیالیس ہزار سے کچھ اوپر حاضری بنتی ہے۔ ان کا مقابلہ کیونکہ یوکے سے رہتا ہے، یہاں میں نے بتایا تھا، تو اس لیے میرا خیال ہے کہ اس وقت یہاں موجود یوکے کی جو حاضری ہے وہ دو ہزار پانچ سو پچاسی تقریباً دو ہزار چھ سو ہے۔ وہ شامل کر لیں تو آپ کی حاضری تقریباً ساڑھے اڑتالیس ہزار ہو گئی۔ اس لحاظ سے قریب قریب پہنچ گئے ہیں اور اگر میں وہاں جاتا تو امید ہے چار پانچ ہزار اَور زیادہ ہو جاتی۔

بہرحال اللہ تعالیٰ سب شاملین کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آپ لوگوں کو خیریت سے گھروں میں لے کے جائے اور جلسے کی جو برکات آپ نے حاصل کی ہیں ان کو ہمیشہ اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 2 جون 2026ء)

❁❁❁

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت علی بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
ایمان یہ ہے کہ دل سے خدا کی شناخت ہو، زبان سے اس کا اقرار ہو اور اس کے احکام پر عمل ہو۔
(ابن ماجہ باب فی الایمان)

طالبِ دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا کے حضور اس کی خشیت سے متاثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کر دیتا ہے
اِس بات کو کبھی اپنے دل سے محو نہ کرو کہ خدا تعالیٰ کے حضور اخلاص اور راستبازی کی قدر ہے۔
(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 371، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالبِ دُعا: افرادِ خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مخالفین کے ساتھ دشمنی سے پیش نہیں آنا چاہیے
بلکہ زیادہ تر دعا سے کام لینا چاہیے اور دیگر وسائل سے کوشش کرنی چاہیے۔
(ملفوظات، جلد اول صفحہ 7، مطبوعہ 2018 قادیان)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

دیں کی نصرت کیلئے اِک آسماں پر شور ہے ✿ اَب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے ✿ جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اِک عالَم دکھاتی ہے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

سیرت النبی ﷺ

از تحریرات و فرمودات

(سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(تحقیق و ترتیب: مکرم آصف احمد خان صاحب)

(قسط نمبر 12)

باب دوم

ولادت، بچپن، جوانی

سید نا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضور ﷺ کے ابتدائی حالات یعنی ولادت باسعادت، رضاعت و ایام طفولیت جوانی اور شادی کے حالات و واقعات پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی ہے اس باب میں ولادت تا قبل نزول وحی کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔

ولادت باسعادت:

کتب تاریخ و سیرت میں آپ ﷺ کی ولادت و بچپن کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے ان واقعات سے آپ نے اپنی تحریرات و فرمودات میں سیرت کے نہایت اعلیٰ پہلوؤں کو منکشف فرمایا ہے۔ایک جگہ آپ فرماتے ہیں۔

”وہی خدا جو تجھے دیکھتا ہے جب تو دعا اور دعوت کے لئے کھڑا ہوتا ہے وہی خدا جو تجھے اسوقت دیکھتا تھا کہ جب تو تخم کے طور پر راستبازوں کی پشتوں میں چلا آتا تھا۔یہاں تک کہ اپنی بزرگ والدہ آمنہ معصومہ کے پیٹ میں پڑا“

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 281)

برہمو سماج کے ایک پرچارک نے آنحضور ﷺ نام کی سیرت کے متعلق ایک کتاب بعنوان، سوانح عمری حضرت محمد صاحب تحریر کی جس میں انہوں نے عموماً بہت اچھے رنگ میں سیرت النبی ﷺ کے واقعات درج کئے ہیں۔آپ نے اس کتاب کو پسند فرمایا اور اسکے متعلق فرمایا کہ ”مولف کتاب نے اپنی دیانت داری اور انصاف پسندی اور حق گوئی اور بے تعصبی کا عمدہ نمونہ دکھلایا ہے“

(روحانی خزائن جلد 23 چشمہ معرفت صفحہ 255)

حضور نے بطور نمونہ اس کتاب کی چند تحریرات کو چشمہ معرفت میں درج فرمایا ہے۔ان منتخب حصوں میں ایک جگہ درج ہے۔

”غرض جس وقت عرب کی یہ حالت تھی جو اوپر مذکور ہوئی تب حضرت محمد صاحب عرب کے ایک مشہور اور معروف قبیلہ قریش کی شاخ بنی ہاشم میں پیدا ہوئے اور چونکہ آپ کے والدین بچپن میں ہی فوت ہو چکے تھے اس لئے آپ کو اس قدر تعلیم پانے کا بھی موقعہ نہ ملا کہ وہ ماں باپ کے زیر سایہ اپنی مادری زبان کو سیکھ سکتے بلکہ پیدا ہوتے ہی دودھ پلانے کے لئے ایک دیہاتی اور گنوار دایہ کے سپرد کئے گئے اور دن رات ایک گنواری زبان سے ان کو واسطہ پڑا“

(روحانی خزائن جلد 23 چشمہ معرفت صفحہ 256)

تاریخ اسلام اور سیرت النبی کی ابتدائی کتب میں نبی اکرم ﷺ کی تاریخ ولادت معین طور پر درج نہیں ہے لیکن بعد کے مورخین و محققین نے اصل تاریخ ولادت معلوم کرنے کی کوشش کی ہے۔اگرچہ اس میں بھی اختلاف موجود ہے۔بعض مورخین نے یہ تاریخ ولادت بیان کی ہے جو درست معلوم ہوتی ہے 9 ربیع الاول بمطابق 20 اپریل 571 بروز پیر آنحضور ﷺ کی ولادت کے وقت رونما ہونے والے بہت سے واقعات بیان کئے جاتے ہیں کہ ایک نور نے بصری کے محلات کو روشن کر دیا۔آپ کی ولادت کے وقت فارس کے ایوانوں میں زلزلہ آیا جس سے اس کے 14 ستون ٹوٹ گئے اور فارس کے مقدس آتشکدوں کی آگ بجھ گئی۔ نیز یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپؐ مختون پیدا ہوئے ”میں دیکھتا ہوں گرمیوں کو بھی روحانی ترقی کے ساتھ خاص مناسبت ہے آنحضرت ﷺ کو دیکھو کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مکہ جیسے شہر میں پیدا کیا اور پھر آپ ان گرمیوں میں تنہا غارِ حرا میں جا کر اللہ تعالی کی عبادت کیا کرتے تھے وہ کیسا عجیب زمانہ ہوگا۔آپ ہی ایک پانی کا مشکیزہ اُٹھا کر لے جاتے ہوں گے“

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 4 صفحہ 316)

اسم محمد و احمد:

سید نا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں نہایت تفصیل سے آنحضور ﷺ کا نام مبارک محمد اور احمد رکھے جانے کے متعلق پُر معارف نکات بیان فرمائے ہیں۔

الہامی نام:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

”یہی مثیل موسیٰ تھا جس کا نام محمدؐ ہے۔اس نام کا ترجمہ یہ ہے کہ نہایت تعریف کیا گیا۔خدا جانتا تھا کہ بہت سے نافہم مذمت کرنے والے پیدا ہوں گے اس لئے اس نے اس کا نام محمد رکھ دیا۔جبکہ آنحضرت شکم آمنہ عفیفہ میں تھے۔تب فرشتہ نے آمنہ پر ظاہر ہو کر کہا تھا کہ تیرے پیٹ میں ایک لڑکا ہے جو عظیم الشان نبی ہوگا اس کا نام محمد رکھنا“

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 522)

اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا:

”پیغمبر خدا ﷺ کے وقت میں لوگ تو آپ کی مذمت کیا کرتے تھے مگر آپ ہنس کر فرمایا کرتے تھے کہ ان کی مذمت کو کیا کروں میرا نام تو خدا نے اول ہی محمد ﷺ رکھ دیا ہوا ہے“۔

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 3 صفحہ 59)

کتب احادیث و سیرت سے بھی یہی بات عیاں ہے کہ یہ نام مبارک الہامی ہے۔نیز اس کے الہامی ہونے کا سب سے بڑا ثبوت ان ناموں کا قرآن میں وارد ہونا ہے۔قرآن کریم میں اسم محمد تین دفعہ آیا ہے اور ایک دفعہ اسم احمد آیا ہے۔

ان ناموں کے الہامی ہونے کے متعلق کتب احادیث و سیرت میں سے چند روایات یہ ہیں۔عن ابی جعفرا بن محمد بن عَلی أُمِرَتْ آمِنة وھیَ حَامِلَة بِرَسُولِ اللہِ أَن تُسَمِّیہِ احمد- یعنی جب حضرت آمنہ رسول اللہ صلی علیہ وسم کے حمل سے تھیں تو انہیں یہ حکم دیا گیا کہ آپ کا نام احمد رکھیں سیرت النبی ﷺ ابن ھشام میں روایت درج ہے کہ حین حملت (اٰمنة) برسُولِ اللہِ فقیلَ لَھَا إِنك قد حملت بسّیدِ ھذہِ الأُمةِ فإِذا وَقَع إِلی الارضِ فقولی اعیذ بالواحدِمن شَرِّ کلّ حاسِدٍثم سمّیه محمدًا یعنی جب حضرت آمنہ آنحضور صلی ﷺ کے حمل سے تھیں تو ان کو کہا گیا کہ یقینا آپ اس اُمت کے سردار کی ماں بننے والی ہیں پس یہ کہو کہ میں ہر شر سے خدائے واحد کی پناہ مانگتی ہوں اور اس بچہ کا نام محمد رکھو۔اس روایت اور اس قسم کی متعدد روایات جو کتب سیرت میں موجود ہیں سے صاف ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام احمد اور محمد الہامی نام تھے پھر کتب سیرت میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ

عبد المطلب کو یہ نام خواب کے ذریعہ بتایا گیا۔اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر سیدہ آمنہ سے کہا کہ اس بچہ کا نام محمد رکھیں۔

آپ نے فرمایا:

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہی نام تھے۔محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔آنحضرت کا اسم اعظم محمد ہے۔صلی اللہ علیہ وسلم۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اللہ ہے۔اسم اللہ دیگر کل اسماء مثلاً حی، قیوم، رحمن، رحیم وغیرہ کا موصوف ہے۔حضرت رسول کریم کا نام احمد وہ ہے۔جس کا ذکر حضرت مسیح نے کیا یاتی من بعدی اسمه أحمد (الصّف: 7) من بعدی کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ وہ نبی میرے بعد بلا فصل آئے گا۔یعنی میرے اور اسکے درمیان اور کوئی نبی نہ ہوگا۔حضرت موسیٰ نے یہ الفاظ نہیں کہے، بلکہ اُنہوں نے مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِینَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ (سورۃ الفتح: 30) میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کی طرف اشارہ کیا ہے۔جب بہت سے مؤمنین کی معیت ہوئی جنہوں نے کفار کے ساتھ جنگ کئے۔حضرت موسیٰ نے آنحضرت کا نام محمد بتلایا۔صلی اللہ علیہ وسلم۔کیونکہ حضرت موسیٰ خود بھی جلالی رنگ میں تھے۔اور حضرت عیسی نے آپ کا نام احمد بتلایا۔کیونکہ وہ خود بھی ہمیشہ جمالی رنگ میں تھے“

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 1 صفحہ 443-444)

(سیرت النبی ﷺ، صفحہ 41 تا 43، مطبوعہ کینیڈا)

❁❁❁

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہم جو احمدی کہلاتے ہیں حقیقی احمدی اُسی وقت بن سکتے ہیں

جب ہم عارضی اور دنیاوی خواہشات اور لذّات کو اپنا مقصد نہ بنائیں

(خطبہ جمعہ مورخہ 05/مئی 2017ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تمہیں اپنے کاموں کی تکمیل کیلئے اگر کسی کی مدد کی ضرورت ہے تو وہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے جو حقیقی رنگ میں تمہاری مدد کر سکتی ہے، مدد کرنے کی طاقت رکھتی ہے اور مدد کرتی ہے اور یہ بات اتنی اہم ہے کہ ایک حقیقی مومن کو ہر وقت اسے اپنے سامنے رکھنا چاہیئے۔ (خطبہ جمعہ 28 نومبر 2014)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

درخواست دعا

خاکسار کے سمدھی مکرم اسرار احمد صاحب آف کانپور یوپی کا ہارٹ کا اوپن بائی پاس آپریشن ہوا ہے۔طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔الحمد للہ۔کامل شفایابی کیلئے نیز صحت و سلامتی والی فعال عمر پانے کیلئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔ (سید عارف احمد، ریلوے ننگل باغبانہ قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اگر دِل میں تمہارے شر نہیں ہے ✡ تو پھر کیوں ظنِّ بد سے ڈر نہیں ہے

کوئی جو ظنِّ بد رکھتا ہے عادت ✡ بدی سے خود وہ رکھتا ہے اِرادت

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2025ء

سوشل میڈیا کا صحیح استعمال اور مضرات سے اجتناب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں

(کے طارق احمد ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد نورالاسلام قادیان)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ وَمَنۡ یَّتَّبِعۡ خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ ؕ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ مَا زَکٰی مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰکِنَّ اللّٰهَ یُزَکِّیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿سورۃ النور آیت نمبر ۲۲﴾

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! شیطان کے قدموں پر مت چلو۔ اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلتا ہے تو وہ تو یقیناً بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں کا حکم دیتا ہے۔ اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتے تو تم میں سے کوئی ایک بھی کبھی پاک نہ ہوسکتا۔ لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے۔ اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''آج زمانہ بہت خراب ہو رہا ہے۔ قسم قسم کا شرک، بدعت اور کئی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ بیعت کے وقت جو اقرار کیا جاتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا یہ اقرار خدا کے سامنے اقرار ہے۔ اب چاہئے کہ اس پر موت تک خوب قائم رہے ورنہ سمجھو کہ بیعت نہیں کی اور اگر قائم رہو گے تو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں برکت دے گا۔ اپنے اللہ کے منشاء کے مطابق پورا تقویٰ اختیار کرو۔ زمانہ نازک ہے۔ قہر الٰہی نمودار ہو رہا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق اپنے آپ کو بنالے گا وہ اپنی جان اور اپنی آل و اولاد پر رحم کرے گا۔ ... خدا کی اطاعت پر قائم رہو۔ جو عہد تم نے بیعت میں کیا ہے اس پر قائم رہو۔ خدا کے بندوں کو تکلیف نہ دو۔ قرآن کو بہت غور سے پڑھو۔ اس پر عمل کرو۔ ہر ایک قسم کے ٹھٹھے اور بیہودہ باتوں اور مشرکانہ مجلسوں سے بچو۔ پانچوں وقت نماز کو قائم رکھو۔ غرض کہ کوئی ایسا حکم الٰہی نہ ہو جسے تم ٹال دو۔ بدن کو بھی صاف رکھو اور دل کو ہر ایک قسم کے بے جا کینے، بغض و حسد سے پاک کرو۔ یہ باتیں ہیں جو خدا تم سے چاہتا ہے۔''
(ملفوظات جلد 5 صفحہ نمبر 75 تا 76)

حضرات! حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سویڈن کے ایک نوجوان نے خدام گروپ ملاقات کے موقعہ پر سوال کیا کہ حضور کے نزدیک آج انسانیت کو درپیش سب سے بڑا چیلنج کیا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا:

''یہ سوشل میڈیا، ٹی وی چینلز، غلط قسم کی حرکتیں، AI وغیرہ یہی Challenges ہیں۔ ان کو صحیح طرح استعمال کرو۔ ان کا استعمال ٹھیک ہے جائز طریقہ سے کرو۔ اسی میڈیا کے اوپر اخلاقیات کی باتیں کرو، مذہب کی باتیں کرو، خدا تعالیٰ کا پیغام سناؤ۔ تو یہی اس کا توڑ ہے۔ ان چیلنجز کا۔ کہ تمہارے اخلاق بھی درست رہیں گے تمہارا مذہب بھی درست رہے گا۔ اور لوگوں کو Awareness بھی ہوجائے گی کہ کیا چیز ہے۔ اس کا صحیح استعمال بھی ہوجائے گا۔ اس سے چھٹکارا تو ملنا کوئی نہیں۔ اس کے صحیح استعمال کرنے کے لئے احمدی ہیں جوان کو صحیح استعمال کریں اور خدا تعالیٰ کی تعلیم اور اس کے احکامات کے مطابق اسی پہ ایسی چیزیں ڈالیں جو لوگ برائیوں کو ہی نہ دیکھتے رہیں بلکہ تمہاری اچھائیوں کو بھی دیکھیں۔ اس طرح اس چیلنج کو کاؤنٹر کر سکتے ہیں۔''

حضرات! حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ دور حاضر کا سب سے بڑا چیلنج سوشل میڈیا اور A I ہے یعنی Artificial Intelligence ہے۔ ایک حالیہ مطالعے کے مطابق، بھارت میں نوجوانوں کے درمیان سوشل میڈیا کا غیر محدود استعمال ذہنی صحت پر سنگین منفی اثرات مرتب کر رہا ہے۔ ایک تحقیقی سروے جن میں 204 نوجوان شامل تھے، اس میں پایا گیا کہ جن افراد نے سوشل میڈیا کا زیادہ استعمال کیا، ان میں اسٹریس، انگزائٹی اور ڈپریشن کی شرح خاصی زیادہ تھی۔ ایک ماہرِ نفسیات نے بتایا کہ ٹیکنالوجی اور سوشل میڈیا کی حد سے زیادہ استعمال سے نیند میں خلل، غصے کی بڑھوتری، اور سماجی انقطاع جیسی بیماریاں جنم لے رہی ہیں۔ اس کے علاوہ، انٹرنیشنل جرنل آف انڈین سائیکولوجی میں شائع ہونے والی ایک تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ بھارت کے نوعمر طلبہ تقریباً 32 فیصد سوشل میڈیا ایڈکشن کا شکار ہیں، اور 85٪ نے رپورٹ کیا کہ وہ سائبر بُلِنگ کا سامنا کر چکے ہیں، جو انہیں ذہنی دباؤ اور کم خود اعتمادی کی طرف لے جاتا ہے۔ نتیجتاً، ایسے رجحانات سے نوجوانوں میں سماجی تنہائی اور شدید جذباتی دباؤ بڑھ رہے ہیں، جو اکثر خودکشی کے خیالات اور اضطرابی عوارض میں بدل سکتے ہیں۔ یہ صورت حال یہ واضح کرتی ہے کہ ہمیں نہ صرف ٹیکنالوجی کے فوائد کو اپنانا چاہیے بلکہ اس کے خطرات سے نمٹنے کے لیے مضبوط تربیتی پروگرامز اور ڈیجیٹل لٹریسی کی اشد ضرورت ہے۔

سوشل میڈیا کے ان بڑھتے ہوئے چیلنجز کے مقابل پر ہم احمدیوں کے پاس اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان موجود ہے، اور وہ ہے نعمتِ خلافت۔ دنیا میں جہاں لوگ الجھنوں، ذہنی دباؤ اور بے راہ روی کے سمندر میں ڈوب رہے ہیں، وہاں ہمارے خلیفۂ وقت ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی بات میں ہماری راہنمائی فرماتے ہیں۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نہ صرف جدید دور کے خطرات سے ہمیں آگاہ کرتے ہیں بلکہ ان سے بچنے کا طریق ہمیں سکھاتے ہیں کہ احمدی نوجوان اپنے اخلاق، اپنی نگاہوں، اپنے وقت، اپنے دل اور اپنے ذہن کی حفاظت کریں اور سوشل میڈیا کو بے فائدہ مشغلہ نہیں بلکہ اسلام کی خوبصورت تعلیمات دنیا تک پہنچانے کا ذریعہ بنائیں۔ ہم خوش نصیب ہیں کہ ہمیں خلافت جیسا روشن مینار میسر ہے جس کی روشنی میں ہم اس دور کی گمراہیوں، ذہنی حملوں اور اخلاقی فتنوں سے محفوظ رہتے ہوئے صحیح راستے پر چل سکتے ہیں۔

سالانہ نیشنل اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ یوکے 2025ء کے موقعہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نصیحت فرمائی کہ:

''بدقسمتی سے آج کے دَور میں بہت سے نوجوان اپنا سارا فارغ وقت آن لائن ویڈیوز دیکھنے، ٹی وی پروگرامز دیکھنے یا ویڈیو گیمز کھیلنے میں گزارتے ہیں، بجائے اس کے کہ وہ صحت مند آؤٹ ڈور سرگرمیوں اور کھیلوں میں حصہ لیں۔ اسی لیے ہمارے اجتماعات میں کھیل اور گیمز اس مقصد کے لیے رکھے جاتے ہیں کہ نوجوان باہر کی فضا میں تازہ ہوا لیں، جسمانی صحت بہتر بنائیں اور اپنی فٹنس کو سنواریں۔ ہر خادم اور طفل کو چاہیے کہ روزانہ قرآنِ کریم کی تلاوت کرے، اس کے معانی کو سمجھے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ فضول وقت ضائع کرنے کی بجائے، خواہ وہ نامناسب فلموں اور پروگراموں پر ہو یا انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر بے شمار گھنٹوں کے ضیاع پر، آپ کا پختہ عزم ہونا چاہیے کہ قرآنِ کریم اور اس کی تعلیمات کے ذریعے اپنے علم میں اضافہ کریں۔ قرآن کو اپنی اصلاح اور اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کا ذریعہ بنائیں۔ یہ قرآن ہی ہے جو آپ کو معاشرے کا ایک مثبت اور نفع رساں وجود بنائے گا۔ اگر جماعت کے نوجوان، بچے اور بزرگ سب مل کر قرآن کی تعلیمات کے مطابق حقیقی طور پر زندگی گزاریں تو ہم دنیا میں ایک حقیقی روحانی اور اخلاقی انقلاب کی داغ بیل ڈال سکتے ہیں۔ قرآنِ کریم کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ آپ پر لازم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت زندگی اور پاکیزہ سیرت کا بھی مطالعہ کریں، کیونکہ آپؐ کی پوری زندگی ہمارے لیے ایک لازوال نمونہ ہے جس سے ہمیں سیکھنا اور جس کی پیروی کرنا ہے۔''

حضرات! بچوں کو سوشیل میڈیا کے مضرات سے بچانے کی بڑی ذمہ داری والدین پر بھی عائد ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس ارشاد اور انذار کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَ اَهۡلِیۡکُمۡ نَارًا (التحریم: 7) یعنی اے مومنو اپنے آپ کو بھی اور اپنی اولاد کو بھی آگ سے بچاؤ۔

جدید ٹیکنالوجی بشمول موبائل فون کے غلط استعمال کے نتیجہ میں بچوں کے کردار پر جو منفی اثرات مرتب ہوسکتے ہیں ان کے بارہ میں تنبیہ کرتے ہوئے جرمنی میں ہونے والے اطفال الاحمدیہ کے اجتماع کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا:

''پھر آج کل یہاں بچوں میں ایک بڑی بیماری ہے ماں باپ سے مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمیں موبائل لے کر دو۔ دس سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو موبائل ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہئے... فون سے لوگ رابطے کرتے ہیں جو پھر بچوں کو ورغلاتے ہیں گندی عادتیں ڈال دیتے ہیں اس لئے فون بھی بہت نقصان دہ چیز ہے۔ اس میں بچوں کو ہوش نہیں ہوتی کہ وہ انہی کی وجہ سے غلط کاموں میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے اس سے بھی بچ کر رہیں۔ ٹی وی کا پروگرام جیسا کہ میں نے ابھی بات کی ہے اس میں بھی کارٹون یا بعض پروگرام جو معلوماتی ہوتے ہیں وہ دیکھنے چاہئیں۔ لیکن بیہودہ اور لغو پروگرام جتنے ہیں ان سے بچنا چاہئے۔''
(خطاب برموقعہ سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ جرمنی 16؍ستمبر 2011ء)

اللہ تعالیٰ کے مومن بندوں کی یہ علامت ہے کہ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ کہ وہ لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں لغو باتوں میں ٹی وی، انٹرنیٹ اور سوشیل میڈیا بھی شامل ہیں۔ ان سے بچنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''دس بارہ سال کی عمر کی لڑکیوں سے لے کے نوجون لڑکیوں تک کے لئے جو ٹی وی اور انٹرنیٹ ہے یہ آج کل لغویات میں شامل ہو چکا ہے۔ اگر آپ لوگ سارا دن ایسے پروگرام دیکھ رہی ہیں جس میں کوئی تربیت نہیں ہے تو یہ لغویات ہے۔ انٹرنیٹ جو ہے، اس میں بعض دفعہ ایسی جگہوں پر چلی جاتی ہیں جہاں سے پھر آپ واپس نہیں آسکتیں اور بے حیائی پھیلتی چلی جاتی ہے۔ بعض دفعہ ایسے معاملات آجاتے ہیں کہ غلط قسم کے گروہوں میں لڑکوں نے لڑکیوں کو کسی جال میں پھنسا لیا اور پھر اُن کو گھر چھوڑنے پڑے اور اپنے خاندان کے لئے

بھی، جماعت کے لئے بھی بدنامی کا باعث ہوئیں۔ اس لئے انٹرنیٹ وغیرہ سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ بھی ذہنوں کو زہریلا کرنے کے لئے انٹرنیٹ پر بہت سارے پروگرام ہیں۔ ٹی وی پر بےحیائی کے بہت سارے پروگرام ہیں۔ ایسے چینل والدین کو بھی بلاک کر کے رکھنے چاہئیں جو بچوں کے ذہنوں پر گندے اثر ڈالتے ہوں۔ ایسے مستقل لاک ہونے چاہئیں۔ اور جب بچے ایک دو گھنٹے جتنا بھی ٹی وی دیکھنا ہے دیکھ رہے ہیں تو بیشک دیکھیں لیکن پاک صاف ڈارمے یا کارٹون۔ اگر غلط پروگرام دیکھے جا رہے ہیں تو یہ ماں باپ کی بھی ذمہ داری ہے اور بارہ تیرہ سال کی عمر کی جو بچیاں ہیں ان کی بھی ہوش کی عمر ہوتی ہے ان کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس سے بچیں۔ آپ احمدی ہیں اور احمدی کا کردار ایسا ہونا چاہئے جو ایک نرالا اور انوکھا کردار ہو۔ پتہ لگے کہ ایک احمدی بچی ہے۔‘‘

(خطاب برموقعہ سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ جرمنی 17؍ستمبر 2011ء)

والدین پر اس دور میں ایک نئی ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی ٹی وی، موبائل، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کی سرگرمیوں کو لازماً مانیٹر کریں، کیونکہ بے راہ رو مواد تک رسائی اکثر چند سیکنڈوں میں ممکن ہو جاتی ہے۔ آج ایسے متعدد ایپس اور فیچرز موجود ہیں جن کے ذریعے والدین بچوں کے موبائل فون اور ٹیبلٹ پر Screentime Limit سیٹ کر سکتے ہیں، ان کی ایپ ڈاؤن لوڈنگ پر نظر رکھ سکتے ہیں، اور یہ بھی دیکھ سکتے ہیں کہ وہ سوشل میڈیا پر کیا دیکھ رہے ہیں۔ اسی طرح کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ کو گھر میں اس طرح رکھنا چاہئے کہ اس کا مانیٹر والدین کی نظروں کے سامنے رہے۔ لیکن نگرانی کے ساتھ ساتھ والدین کو بچوں میں اعتماد کا ماحول پیدا کرنا بھی ضروری ہے تاکہ وہ ڈر یا چھپانے کے بجائے خود آگاہی سے درست اور غلط کی پہچان کریں، مشورہ لیں اور اپنی آن لائن سرگرمیوں کے بارے میں والدین کے سامنے کھل کر بات کر سکیں۔ یہی توازن ہی آج کے دور میں بچوں کی دینی، اخلاقی اور ذہنی حفاظت کی بنیاد ہے۔

ماؤں کی ذمہ داری کے حوالہ سے ایک موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئرلینڈ کی نیشنل مجلس عاملہ کی عہدیداران کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

’’جہاں لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے تعلیم حاصل کرتے ہیں وہاں تعلیم کے حصول میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ لڑکے لڑکیوں سے دوستی نہ کریں اور ایک دوسرے سے صرف ضرورت کے تحت ہی بات کریں۔ Chat، Facebook، SMS اور فون کالز سے اجتناب کریں۔ ماں باپ کو ہدایت کریں کہ وہ بچوں پر نظر رکھیں۔ ہر وقت کمپیوٹر اور موبائل ہاتھ میں رکھنا مناسب نہیں۔ جو مائیں کمپیوٹر نہیں جانتیں وہ سیکھ لیں تا کہ بچوں پر نظر رہے۔‘‘

(نیشنل مجلس عاملہ میٹنگ لجنہ اماء اللہ آئیرلینڈ 18؍ستمبر 2010ء)

اسی طرح ایک اور موقعہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’آج انٹرنیٹ یا کمپیوٹر پر آپس کے تعارف کا ایک نیا ذریعہ نکلا ہے جسے فیس بُک کہتے ہیں۔ گو اتنا نیا بھی نہیں لیکن بہرحال یہ بعد کی چند سالوں کی پیداوار ہے۔ اس طریقے سے میں نے ایک دفعہ منع بھی کیا۔ خطبہ میں بھی کہا کہ یہ بےحیائیوں کی ترغیب دیتا ہے جو آپس کے حجاب ہیں، ایک دوسرے کا حجاب ہے، اپنے راز ہیں ان حجابوں کو توڑتا ہے۔ رازوں کو فاش کرتا ہے اور بےحیائیوں کی دعوت دیتا ہے۔... یہ اخلاقی پستی اور گراوٹ کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے؟ اس اخلاقی پستی اور گراوٹ کی حالت میں ایک احمدی ہی ہے جس نے دنیا کو اخلاق اور نیکیوں کے اعلیٰ معیار بتانے ہیں۔‘‘

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ جرمنی 26؍جون 2011ء)

اسی طرح بعض غیر تربیت یافتہ اور نافہم احمدی لڑکیوں اور عورتوں کے غیر احمدی مردوں سے سوشل میڈیا کے ذریعہ باہمی روابط بالآخر شادی پر منتج ہوئے ہیں اور ایسی شادیوں کے متوقع منفی نتائج ظاہر ہونے لگے ہیں اور ان کے نتیجہ میں اگلی نسلوں کی احمدیت سے دوری کے خطرناک پہلو بھی سامنے آنے لگے ہیں۔ اس نہات اہم معاملہ کے بارے میں تنبیہ کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

’’آج تو انٹرنیٹ ہے آج سے پہلے بھی جہاں بھی عورتیں جنہوں نے غیر از جماعت مردوں سے شادیاں کی ہیں، اب پریشانی اور پشیمانی کا اظہار کرتی ہیں اور لکھتی ہیں کہ ہمارے سے یہ غلطی ہوگئی جو غیر از جماعت سے شادی کی... مائیں بھی اور باپ بھی اس بات پر نظر رکھیں کہ (بچوں کا) اس طرح کھلے طور پر یہ انٹرنیٹ کے رابطے نہیں ہونے چاہئیں۔ پیار سے سمجھائیں، آرام سے سمجھائیں۔ جو لڑکیاں شعور کی عمر کو پہنچی ہوئی ہیں خود بھی ہوش کریں ورنہ یاد رکھیں کہ آپ احمدی ماؤں کی کوکھوں سے نکلنے والے بچّے غیروں کی گودوں میں دے رہی ہوں گی۔ کیوں آپ لوگ اپنے آپ پر اور اپنی نسلوں پر ظلم کر رہے ہیں؟

(خطاب برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ یوکے 19؍اکتوبر 2003 مسجد بیت الفتوح لندن)

(باقی انشاءاللہ آئندہ)

❀❀❀

قارئین کی آراء

مکرم محمد عمر تیاپوری صاحب آف میسور کرناٹک جن کے مضامین ملک کے اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں نیز الفضل انٹرنیشنل میں بھی آپ کے مضامین چھپتے ہیں۔ آپ کا ایک مضمون اخبار بدر میں اشاعت کیلئے موصول ہوا ہے جس کا ایک حصہ قابل توجہ ہے جو قارئین بدر کے استفادہ کیلئے شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

’’ہم الجھن کا شکار ہی نہیں بلکہ متزلزل اور افسردہ بھی ہیں۔ دیانت داری سے کام لیں تو یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ہمارے اطراف واکناف میں اور خاص کر پڑوس میں کیا کچھ ہو رہا ہے ہمیں حوصلہ شکن تفصیلات کی جان کاری ہے اور ان سے ابھرے خدشات سے بھی واقف ہیں۔ آئے دن ایسی خبریں منظر عام پر آتی ہیں پھر بھی غیر یقینی کی کیفیت کا شکار ہیں ان سب کا کیا مفہوم اخذ کیا جائے مملکت خداداد سے ایسی ہولناک خبریں آ رہی ہیں جو دل دہلانے والی ہیں مذہب کے نام پر جو ملک بنا اور اسلامی ملک کا لیبل لگا اور نظام مصطفی کو عملی طور پر نافذ کرنے کا دعوی دار پھر یہ سب کچھ کیا ہے۔ مذہب کے نام پر جو کچھ ہوتا دکھائی دیتا ہے وہ نہ تو مذہب اسلام سے مطابقت رکھتا ہے اور نہ ہی کسی بھی مہذب معاشرہ کو زیب دیتا ہے اور نہ ہی اس میں انسانیت نظر آتی ہے۔ نظام مصطفیٰ کے قیام کے لئے بنیادی شرط اخلاق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ضروری ہے۔ اگر ایسے اِکّا دُکّا واقعات پیش آتے تو شاید انہیں اتفاقی واقعات کہہ کر نظر انداز بھی کر سکتے تھے۔ لیکن معاملہ ایسا نہیں ہے اس طرح کے شرمسار کر دینے والے واقعات تو ہر روز اور ہر جگہ ہونے لگے ہیں۔ ان تمام واقعات کا ماخذ کیا ہے۔ دنیا بھر میں پاکستان کے بارے میں کیا رائے قائم ہو رہی ہے؟ اور اس کا کیا سبب بن رہا ہے اور اس کے اثرات کس قدر دوررس ہیں اڑوس پڑوس میں کیا پیغام جا رہا ہے۔ پاکستان میں اہانت رسول، اسلام، اور قرآن کریم پر جو قوانین وضع کئے گئے ہیں ان کا مذہب اسلام سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ اس کا نفاذ اور اس کی ابتداء جماعت احمدیہ اور دیگر اقلیتوں سے ہوئی اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ خود پاکستان کے رہنے والے اور وہاں کے حالات اور واقعات پر گہری نظر رکھنے والے اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ یہ قانون بنایا کسی اور کے لئے تھا پس کوئی اور رہے ہیں۔ اکثر ان قوانین کا استعمال ذاتی دشمنی نکالنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں سے بدلہ لینے کیلئے خود مسلمان تلے ہوئے ہیں اس طرح کا ایک بچگانہ اور بہیمانہ واقعہ لاہور سے 275 میل دور ضلع خانی وال ڈیرہ والا گاؤں میں پیش آیا۔ جہاں ایک پاگل شخص کو ایک مجمع کثیر نے اپنے تشدد کا اس طرح نشانہ بنایا کہ پولیس بھی بےبس رہی وہ شخص دیکھتے ہی دیکھتے لقمہ اجل بن گیا اس پر الزام تھا کہ اس نے قرآن کریم کی توہین کی ہے اس کے صفحات کو پھاڑا اور نذر آتش کر دیا ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی پاگل شخص سے آپ کسی معقول مہذب اور متوازن رویہ کی توقع کیسے رکھ سکتے ہیں جو شخص اپنے ہوش وحواس میں نہیں۔ دماغی خلل کی بناء پر اچھے برے کی تمیز نہیں اس کے ساتھ اس طرح کا سلوک یہ کہاں کی انسانیت ہے ہمارا مذہبی صحیفہ جو خدا کی آخری کتاب کی صورت میں اس نے ہمیں آخری نبی کے ذریعہ عطا فرمایا۔ اس کی بےحرمتی ہو تو اس پر آپ کا غم وغصہ کسی حد تک جائز اور درست ہے۔ لیکن قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا کہاں کی دانشمندی ہے۔ خبر ہے کہ وہ شخص مشتاق احمد جو بشیر احمد نامی شخص کا بیٹا تھا اور مسلمان تھا۔

ایسے ہی پاکستان کے صوبہ پنجاب کی ایک فیکٹری میں اہانت رسول کے نام پر ایک سری لنکن آفیسر کو اسی طرح ہجومی تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور وہ بھی جاں بحق ہو گیا۔

سب سے افسوسناک اور دردناک پہلو یہ ہے کہ یہ سب کچھ مذہب کے نام پر کیا گیا اور اس سب کے لئے مذہب کو جواز بنایا گیا۔ کون نہیں جانتا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا سے سوئے قوم آئے تھے تو اپنے ساتھ اقراء کا پیغام لیکر آئے تھے۔ اس نبی رحمت نے ایک ایسی دنیا میں جہاں علم وحکمت پر چند گنے چنے لوگوں کی اجارہ داری تھی ببانگ دہل اعلان فرمایا: ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ماں کی گود سے لیکر قبر تک علم حاصل کرو اور پھر فرمایا، تم علم حاصل کرو خواہ اس کیلئے تمہیں چین کا سفر بھی اختیار کرنا پڑے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت فرمائی۔ حکمت مؤمن کی گم شدہ پونجی ہے وہ جہاں سے ملے حاصل کرو۔ اور صرف کہا ہی نہیں آپ نے اس کو عملی طور پر کر کے دکھایا بھی جب جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تو مسلمان کفار مکہ کے ان قیدیوں کو جنگی قیدی بنا کر مدینہ لے آئے تو ان کی رہائی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو ہی شرطیں رکھیں یا تو فدیہ ادا کرو اور رہائی پاؤ یا پھر مدینہ کے مسلمان بچوں اور بچیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرو اور رہائی حاصل کرو۔ ہم سب جانتے ہیں کہ وہ قیدی قرآن کو مانتے نہیں تھے اور حدیث کو جانتے نہیں تھے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کے کھلے طور پر دشمن تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کونسی تعلیم دلوائی ہوگی؟ لیکن آپ نے ان سے بھی تعلیم دلوا کر یہ واضح فرمایا ہمیں اپنے بچوں کی تعلیم کے بارے میں فکر کرنی چاہئیے۔ اُستاد کے مذہب کو نہیں بلکہ اس کے علم اور قابلیت کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ پاکستانی سماج میں کس طرح ایک مخصوص گروہ تعلیم کا دشمن بنا ہوا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا، گالی دینا فسق اور قتل کرنا کفر ہے۔ پھر یہ دریدہ دہنی، ہرزہ سرائی اور تشدد پاکستانی معاشرہ میں کہاں سے سرایت کر گئی۔ ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ دنیا میں کہیں بھی کسی خطہ میں بھی کسی پر ظلم وزیادتی ہو ہم اس کے روادار نہیں بلکہ سخت مخالف ہیں اور ایک جگہ کے ظلم کو دوسری جگہ کے ظلم پر جواز بنانے کے قطعاً حامی نہیں۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان والوں کی یہ پہچان بتائی ہے کہ وہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتے ہیں وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرتے ہیں۔ ظاہر ہے اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ وہ تمام حقوق، مراعات اور آزادیاں۔ جو اپنوں کے لئے ہیں وہ دوسروں کے لئے بھی پہلے دیکر دکھائیں اور ایک نظیر قائم کریں۔ اور دنیا کے ساتھ ساتھ اپنے رب کے حضور بھی سرخ روئی اور خوشنودی کے سامان پیدا کریں۔

نوٹ: قبل ازیں محترم موصوف کا نام سہواً نہیں لکھا جا سکا تھا جس کیلئے ادارہ بدر معذرت خواہ ہے۔ اب اس مضمون کو دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبتِ الٰہی، عشقِ خداوندی، عبادت، دعاؤں، امت سے ہمدردی اور کامل اسوۂ حسنہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 26 دسمبر 2025ء بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: اس خطبہ کا مرکزی موضوع کیا تھا؟

جواب: اس خطبہ کا مرکزی موضوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ سے بے مثال محبت، عشقِ الٰہی، عبادت، دعاؤں، اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی اور امت کی تربیت تھا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف قرآنی آیات، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کی روشنی میں آنحضرت ﷺ کی محبتِ الٰہی کے مختلف پہلو بیان فرمائے۔

سوال: حضورِ انور نے آنحضرت ﷺ کے دل کی دو بنیادی کیفیات کون سی بیان فرمائیں؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ: ایک طرف آپؐ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد تھا۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی محبت کا درد اور انہیں تباہی سے بچانے کی شدید خواہش تھی۔

سوال: سورۃ الضحیٰ کی آیت وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى کی حضرت مسیح موعودؑ نے کیا تفسیر بیان فرمائی؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہاں ''ضال'' کے عام معنی گمراہ کے نہیں بلکہ ''عاشقِ الٰہی'' کے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو اپنی محبت میں سرشار پایا اور پھر قربِ الٰہی کے راستوں کی طرف راہنمائی فرمائی۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی سب سے نمایاں خصوصیت کیا تھی؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء میں سب سے بڑھ کر عشقِ الٰہی، پاکیزگی، صدق، وفا، حیا، توکل اور کمالاتِ انسانی کے حامل تھے۔

سوال: قرآن کریم کی عظمت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے کیا فرمایا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ قرآن کریم ایسا کامل اور جامع کلام ہے کہ کوئی ذہن ایسی صداقت یا دلیل پیش نہیں کرسکتا جو پہلے سے قرآن کریم میں موجود نہ ہو۔ یہ صفاتِ الٰہیہ کا سب سے روشن آئینہ ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ سے محبت حاصل کرنے کا بنیادی ذریعہ کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ سے محبت حاصل کرنے کا بنیادی ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا: قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِيۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ

سوال: آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لیے کون سی دعا کیا کرتے تھے؟

جواب: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ...

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں، اس شخص کی محبت مانگتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے، اور ایسے اعمال کی توفیق مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دیں۔

سوال: حضورِ انور نے اس دعا کے متعلق کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جو آنحضرت ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بننا چاہتا ہے اسے یہ دعا بکثرت کرنی چاہیے۔

سوال: حضرت عائشہؓ کی روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ سجدے میں کون سی دعا پڑھتے تھے؟

جواب: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ...

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ چاہتا ہوں اور تیری سزا سے تیرے عفو کی پناہ مانگتا ہوں۔

سوال: حضرت عائشہؓ کے بقیع والے واقعہ سے کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: اس واقعہ سے درج ذیل اسباق ملتے ہیں: اللہ تعالیٰ سے گہرا تعلق قائم کرنا۔ قبرستان کے لیے دعا کرنا۔ بدگمانی سے بچنا۔ استغفار کی کثرت کرنا۔ رات کی عبادت کی اہمیت۔

سوال: آنحضرت ﷺ راتوں کو کیوں رویا کرتے تھے؟

جواب: آپؐ اللہ تعالیٰ کی محبت، خشیت، شکرگزاری اور عبادت کے جذبے سے روتے تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے تمام قصور بخش دیے تھے، پھر بھی آپؐ نے فرمایا: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا ''کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں؟''

سوال: بادل اور آندھی دیکھ کر آنحضرت ﷺ کیوں پریشان ہوجاتے تھے؟

جواب: آپؐ کو خوف ہوتا تھا کہ کہیں یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نہ ہو جیسا کہ قومِ عاد پر آیا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور خشیت کا اظہار تھا۔

سوال: بارش کے پہلے قطروں کے متعلق آنحضرت ﷺ کا کیا اسوہ تھا؟

جواب: آپؐ اور صحابہؓ بارش کے پہلے قطروں کے وقت سر ننگے کرلیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ ہمارے ربّ کی طرف سے تازہ نعمت ہے۔

سوال: مشرکین نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ سب سے سخت سلوک کون سا کیا؟

جواب: عقبہ بن ابی معیط نے حالتِ نماز میں آپؐ کی گردن میں کپڑا ڈال کر گلا گھونٹنے کی کوشش کی تھی، جس پر حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کو بچایا۔

سوال: مکہ کے لوگ آنحضرت ﷺ کے متعلق کیا کہا کرتے تھے؟

جواب: اِنَّ مُحَمَّدًا عَشِقَ رَبَّهٗ یعنی: ''محمد ﷺ اپنے ربّ پر عاشق ہوگئے ہیں۔''

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت ﷺ کے عشقِ الٰہی کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ذات کے عاشق زار اور دیوانہ ہوئے اور پھر وہ پایا جو دنیا میں کبھی کسی کو نہیں ملا۔''

سوال: حضرت علیؓ کی روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی کا طریق کیا بیان فرمایا؟

جواب: آپؐ نے فرمایا: معرفت میرا سرمایہ ہے۔ عقل میرے دین کی اصل ہے۔ اللہ کی محبت میری بنیاد ہے۔ اللہ کا ذکر میرا دوست ہے۔ توکل میرا خزانہ ہے۔ علم میرا ہتھیار ہے۔ صبر میری رداء ہے۔ یقین میری قوت ہے۔ جہاد میرا خلق ہے۔ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

سوال: ''میرے دل کا ثمرہ اللہ کا ذکر ہے'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دل کی حقیقی خوشی، سکون اور زندگی کا حاصل اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی محبت تھی۔

سوال: صحابہؓ میں انقلاب پیدا ہونے کا اصل سبب کیا تھا؟

جواب: صحابہؓ نے آنحضرت ﷺ کے عشقِ الٰہی، اخلاص، عبادت، دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، جس کے نتیجہ میں ان کے ایمان میں غیر معمولی انقلاب پیدا ہوا۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کامیابی کا سبب کیا بیان فرمایا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ جو کچھ مجھے حاصل ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کے نتیجہ میں حاصل ہوا۔

سوال: جماعت احمدیہ کے افراد کے لیے حضورِ انور نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ: ہر کام خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کریں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں ترقی کریں۔ آنحضرت ﷺ کی سنت پر عمل کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کو اپنائیں۔ دعاؤں، عبادت اور تقویٰ میں بڑھیں۔

سوال: حضورِ انور نے پاکستان کے احمدیوں کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضورِ انور نے پاکستان کے احمدیوں کے لیے خصوصی دعاؤں کی تحریک فرمائی اور مبارک ثانی صاحب کے خلاف دی جانے والی عمر قید کی سزا کا ذکر کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ جلد اپنے فضل اور نصرت کے سامان پیدا فرمائے۔

❁❁❁

ارشاد باری تعالیٰ

يَآ أَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡٓا اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّكُمۡ فُرۡقَانًا وَّيُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ (الانفال:30) ترجمہ: اَے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ تمہارے لئے ایک امتیازی نشان بنا دیگا اور تم سے تمہاری بُرائیاں دُور کر دیگا اور تمہیں بخش دیگا اور اللہ فضل عظیم کا مالک ہے۔

طالبِ دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِيۡ جَعَلَ لَكُمُ الَّيۡلَ لِتَسۡكُنُوۡا فِيۡهِ وَالنَّهَارَ مُبۡصِرًا ؕ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّسۡمَعُوۡنَ (سورۃ یونس، آیت 68) ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تا کہ تم اس میں تسکین پاؤ اور دن کو روشن کرنے والا بنایا۔ یقیناً اس میں ایسے لوگوں کیلئے بہت سے نشانات ہیں جو (بات) سنتے ہیں۔

طالب دعا : محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کامار یڈی)

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

’’اسلام کی حقانیت، اعتراضات کا مدلل جواب اور دنیا کے لیے خدائی تنبیہ‘‘

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 24؍اگست 2007ء بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: اس خطبہ جمعہ کا مرکزی موضوع کیا تھا؟

جواب: اس خطبہ کا مرکزی موضوع اسلام، بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کریم پر کیے جانے والے اعتراضات کا مدلل جواب، خدا تعالیٰ کی معرفت کی اہمیت، مادیت پرستی کے نقصانات، دنیا میں بڑھتی ہوئی قدرتی آفات کی تنبیہی حیثیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا بیان تھا۔ حضورِ انور نے واضح فرمایا کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو موجودہ دور میں خدا تعالیٰ کا حقیقی اور زندہ تصور پیش کرتا ہے۔

سوال: حضورِ انور نے موجودہ دنیا کی سب سے بڑی روحانی بیماری کیا بیان فرمائی؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ موجودہ دنیا کی سب سے بڑی بیماری مادیت پرستی ہے۔ انسان مادی ترقی، سائنسی ایجادات اور دنیاوی آسائشوں میں اس قدر محو ہو چکا ہے کہ اپنے خالق کو بھول گیا ہے۔ حالانکہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں اور ان کا تقاضا یہ ہے کہ انسان خدا کا شکر گزار بنے اور اس کی عبادت کرے۔

سوال: مغربی دنیا میں مذہب سے دوری کی کیا وجوہات بیان کی گئیں؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ مغربی دنیا میں بہت سے لوگ اس لیے مذہب سے دور ہوئے کیونکہ ان کے مذاہب انہیں زندہ خدا کا تعارف نہ کرا سکے۔ تثلیث اور متعدد خداؤں کے تصورات نے انہیں حقیقی اطمینان نہ دیا۔ دعا کے فلسفہ اور خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق کے فقدان نے انہیں مذہب سے متنفر کر دیا، جس کے نتیجہ میں بعض لوگ خدا کے وجود کے ہی منکر بن گئے۔

سوال: خیرت ولڈرز (Geert Wilders) نے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا اعتراضات کیے؟

جواب: اس ڈچ سیاستدان نے یہ دعویٰ کیا کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں نرم مزاج تھے لیکن مدینہ میں جا کر (نعوذ باللہ) متشدد بن گئے۔ قرآن کریم تشدد کی تعلیم دیتا ہے۔ سورۃ التوبہ کی بعض آیات عیسائیوں، یہودیوں اور مرتدوں کے خلاف تشدد پر اکسانے والی ہیں۔ قرآن پر پابندی لگنی چاہیے کیونکہ (نعوذ باللہ) یہ فاشسٹ کتاب ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کو ہالینڈ میں جگہ نہیں ملنی چاہیے۔

سوال: حضورِ انور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تشدد کے الزام کا کیا جواب دیا؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ اعتراض تاریخ اور قرآن دونوں سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقعی (نعوذ باللہ) عمر کے آخری حصے میں متشدد ہو گئے تھے تو پھر قرآن کی آخری نازل ہونے والی تعلیمات میں یہ حکم کیوں موجود ہے: "کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو، یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔" یہ تعلیم ثابت کرتی ہے کہ اسلام انصاف، رحم اور تقویٰ کا مذہب ہے، نہ کہ تشدد کا۔

سوال: سورۃ التوبہ کی آیت 5 کے متعلق اعتراض کا کیا جواب دیا گیا؟

جواب: حضورِ انور نے وضاحت فرمائی کہ یہ آیت عام عیسائیوں، یہودیوں یا غیر مسلموں کے خلاف نہیں بلکہ ان مشرکین کے متعلق ہے جو معاہدے توڑ رہے تھے، مسلمانوں کے خلاف جنگ کر رہے تھے اور ملک میں فساد پھیلا رہے تھے۔ ایسی صورت میں ہر حکومت اپنے دفاع کا حق رکھتی ہے۔ اسلام نے بھی صرف انہی جنگجو عناصر کے خلاف کارروائی کا حکم دیا۔

سوال: اسلام کی کون سی تعلیم اعتراضات کا سب سے بڑا جواب ہے؟

جواب: اسلام کی یہ تعلیم کہ: ’’کسی قوم کی دشمنی تمہیں انصاف سے نہ روک دے‘‘ اعتراضات کا سب سے بڑا جواب ہے۔ دنیا کے مذاہب اور سیاسی نظاموں میں بھی ایسی اعلیٰ اور عالمگیر تعلیم کم ہی ملتی ہے جو دشمن کے ساتھ بھی عدل کا حکم دیتی ہو۔

سوال: ہالینڈ کے انصاف پسند افراد نے خیرت ولڈرز کے بیان پر کیا ردعمل ظاہر کیا؟

جواب: متعدد سیاستدانوں، وکلاء اور دانشوروں نے اس کے بیان کی مخالفت کی۔ انہوں نے کہا: مذہبی آزادی سلب کرنا غلط ہے۔ قرآن پر پابندی لگانے کا مطالبہ غیر جمہوری ہے۔ ایسے خیالات نسل پرستی (Racism) کے مترادف ہیں۔ ہالینڈ میں ہر شخص کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی حاصل ہے۔

سوال: احمدیوں کو اس صورتحال میں کیا ذمہ داری سونپی گئی؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ احمدیوں کو: اسلام کے خلاف اعتراضات کا علمی جواب دینا چاہیے۔ انصاف پسند لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ اسلام کی حقیقی تعلیم دنیا تک پہنچانی چاہیے۔ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا پیغام عام کرنا چاہیے۔ دنیا کو یہ بتانا چاہیے کہ حقیقی سکون خدا تعالیٰ کے قرب میں ہے۔

سوال: قدرتی آفات کے بارے میں حضورِ انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ دنیا بھر میں آنے والے طوفان، زلزلے، سیلاب اور دیگر قدرتی آفات انسانیت کے لیے تنبیہ ہیں۔ یہ آفات انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرتی ہیں اور یاد دلاتی ہیں کہ انسان اپنی طاقت اور ترقی پر غرور نہ کرے۔

سوال: ہالینڈ کے سمندری حفاظتی منصوبے (Delta Works) کا ذکر کیوں کیا گیا؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ اگرچہ انسان اپنی حفاظت کے لیے بہترین منصوبے بناتا ہے لیکن حقیقی حفاظت صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ انسانی تدابیر مفید ضرور ہیں مگر وہ خدا تعالیٰ کی تقدیر کے مقابلہ میں مکمل ضمانت نہیں بن سکتیں۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے زمانہ میں آفات کے بارے میں کیا پیشگوئی فرمائی تھی؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ’’اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی، پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے ظاہر ہو گئے۔‘‘ یعنی آپؑ کی بعثت انسانیت کے لیے تنبیہ اور اتمامِ حجت کا ذریعہ تھی۔

سوال: حضورِ انور نے 2007ء میں آنے والی آفات سے کیا راہنمائی فرمائی؟

جواب: حضورِ انور نے فرمایا کہ دنیا کے تقریباً ہر خطہ میں زلزلے، سیلاب، طوفان اور دیگر آفات کا آنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ انسان کو متنبہ کر رہا ہے کہ وہ اپنی سرکشی اور خدا فراموشی سے باز آئے۔

❁❁❁

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
SK ABDUL QADIR
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر : عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12607: میں حبیبہ بی بی زوجہ مکرم نثار حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 5 مئی 1991ء تاریخ بیعت 2020ء ساکن: بدرپور، برہمپور ضلع مرشدآباد صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 ستمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالی 4 گرام، ناک کی نتھنی 0.3 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر 50000 روپے قابل ادا ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد صغیر عالم الامۃ: حبیبہ بی بی گواہ: شیخ محمد علی

مسل نمبر 12608: میں نثار حسین ولد مکرم دلاور حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ: ملازمت تاریخ پیدائش: 4 مئی 1974 تاریخ بیعت 1998ء ساکن: بدرپور برہمپور مرشدآباد ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 28 ستمبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ 2 ڈسمل زمین جس کا کھتیان نمبر 931 / 96 اور پلاٹ نمبر 18۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد صغیر عالم
العبد: نصار حسین گواہ: شیخ محمد علی

مسل نمبر 12609: میں صابر چترکار ولد مکرم نصار چترکار صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پینٹر تاریخ پیدائش یکم مارچ 1989ء تاریخ بیعت 2005ء ساکن: جسپچک نندا پور مدنیپور ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 ستمبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 4000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: عبدالمالک العبد: صابر چترکار گواہ: محمد صغیر عالم

مسل نمبر 12610: میں نورالدین ولد مکرم احمد ساہا صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کسان تاریخ پیدائش یکم جنوری 1994 تاریخ بیعت 2005 ساکن: جسپچک نندا پور ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 ستمبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ کھیتی زمین 4 ڈسمل جسکا کھتیان نمبر 1454 ہے اور پلاٹ نمبر 133 میرا گزارہ آمد از کھیتی ماہوار 3500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عبدالمالک العبد: نورالدین ساہا گواہ: محمد صغیر عالم

HOTEL FIRDOUS
SALANDI BY PASS (BHADRAK)
Nearest to Bus Stand & Railway Station
A/C & Non A/C Rooms, Marriage & Confrence Hall, Laundry Facility
Landline : 06784-240620 Mobile : 9078517843, 7852974737
طالب دعا : شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

JYOTI SAW MILL
SK. ZAHOOR AHMAD
IDCO, Plot No.2, At-Ampore
P.O Kenduapada Dist - Bhadrak - 756112 (Odisha)
Mobile No. 9861330620 & 7008841940
طالب دعا : شیخ ظہور احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 13 / دسمبر 2025ء بروز ہفتہ بارہ بجے بعد دوپہر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم مبارک احمد شاہ صاحب ابن مکرم ڈاکٹر محمد انور شاہ صاحب مرحوم (رینز پارک۔ یوکے)

۸ / دسمبر ۲۰۲۵ء کو ۷۴ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ۱۹۵۰ء میں کینیا میں پیدا ہوئے۔ مرحوم کے دادا مکرم ڈاکٹر سید ولایت شاہ صاحب کو ۱۸۹۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ نے ۱۹۱۳ء میں ایسٹ افریقہ ہجرت کی اور وہاں پر نظام جماعت کے ساتھ نہ صرف خود مضبوطی سے وابستہ رہے بلکہ اپنے بچوں اور ان کی اولاد کا بھی جماعت کے ساتھ بہترین تعلق قائم کروایا۔ آپ بہترین داعی الی اللہ اور ایک نیک، مخلص اور پرہیزگار انسان تھے۔ مرحوم کے والد آپ کے بچپن میں وفات پا گئے تھے۔ والدہ اور بہنوں نے آپ کی پرورش کی۔ آپ ان تھک محنت کر کے اقوام متحدہ کے تحت ڈپلومیٹک کیریئر تک پہنچے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، خدمت گزار اور خلافت کے وفادار ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ کو کینیا میں مختلف حیثیتوں میں جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کینیا کے پہلے چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ اور نیشنل آڈیٹر بھی رہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔ مرحوم مکرم ڈاکٹر سید ولی شاہ صاحب اور مکرم سید منصور شاہ صاحب کے چچازاد بھائی اور مکرم محمد اکرم احمدی صاحب (چیئرمین IAAAE) کے ہم زلف تھے۔

نماز جنازہ غائب

۱۔ مکرم رائے عبد القدیر صاحب ابن مکرم رائے عبدالحق صاحب (ناروے)

۲۱ / نومبر ۲۰۲۵ء کو ۵۷ سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم پیدائشی احمدی تھے اور جماعت کے ساتھ نہایت اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ آپ ۱۹۸۷ء میں ناروے آئے اور تب سے لے کر آخر دم تک جماعت کی کسی نہ کسی رنگ میں خدمت بجا لاتے رہے۔ ۱۹۸۴ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بیرون از پاکستان ذیلی تنظیموں میں صدارت کا نظام قائم فرمایا تو آپ ناروے کے پہلے صدر مجلس خدام الاحمدیہ مقرر ہوئے۔ اس کے علاوہ صدر انصار اللہ، نیشنل سیکرٹری تربیت اور افسر جلسہ سالانہ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، بڑے اطاعت گزار، منکسر المزاج، ملنسار، محنتی اور ہنس مکھ انسان تھے۔ آپ کے ساتھ کام کرنے والے سب احباب آپ کی انتظامی قابلیت اور اعلیٰ اخلاق کے قائل تھے۔ خلافت کے ساتھ والہانہ مضبوط تعلق تھا۔ مرکزی عہدیداروں کا بہت احترام کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

۲۔ مکرمہ شریفاں بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد رفیق صاحب مرحوم (رحمان کالونی ربوہ)

۱۴ / نومبر ۲۰۲۵ء کو ۸۳ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز، غریب پرور، چندوں میں باقاعدہ اور ہر مالی قربانی میں حصہ لینے والی ایک مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے بے پناہ عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے بیت الفتوح لندن کے شعبہ ضیافت میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

۳۔ مکرم اکبر احمد نسیم صاحب ابن مکرم بشارت احمد نسیم امروہی صاحب (سمن آباد لاہور)

۲ / دسمبر ۲۰۲۵ء کو ۶۷ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حافظ عبد السمیع خان صاحب امروہی رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، جماعتی خدمت کے جذبہ سے سرشار ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا اور سیکرٹری دعوت الی اللہ امارت سمن آباد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ اس دوران آپ کو بہت سی بیعتیں کروانے کی بھی توفیق ملی۔ خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں شامل ہیں۔

۴۔ مکرم محمود احمد چودھری صاحب ابن مکرم چودھری محمد اسحاق صاحب (ریٹائرڈ واقف زندگی دفتر وصیت ربوہ)

۲۹ / نومبر ۲۰۲۵ء کو ۷۳ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ آپ نے ۳۴ سال دفتر وصیت میں کام کرنے کے علاوہ اپنے حلقہ میں نائب صدر اور سیکرٹری وصایا کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، بڑے ایماندار، نیک اور مخلص انسان تھے۔ محلہ کے متعدد احباب اپنی قیمتی چیزیں آپ کے پاس امانت رکھواتے تھے۔ ایک دفعہ ایک لفافہ ڈالرز سے بھرا ہوا زمین پر گرا ملا تو فوراً گھر کا پتہ معلوم کر کے بحفاظت انہیں ان کی رقم پہنچا دی۔ عین جوانی میں اپنی بزرگ والدہ کی خدمت کے لیے سعودی عرب سے کاروبار چھوڑ کر واپس ربوہ آ گئے اور اپنی زندگی وقف کر دی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم فاران ربانی صاحب (مربی سلسلہ سیاٹل امریکہ) اور مکرم حارث رضوان صاحب کے خسر تھے۔

۵۔ مکرم فیضان وزیر صاحب ابن مکرم بشارت احمد صاحب (کورنگی کریک کراچی)

یکم دسمبر ۲۰۲۵ء کو ۳۵ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کی والدہ کے پڑدادا حضرت مولوی نور احمد صاحب رضی اللہ عنہ (لودھی ننگل ضلع گورداسپور) کے ذریعہ ہوا۔ مرحوم ان کے چھوٹے بھائی حضرت مولوی حبیب اللہ صاحب رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے تھے۔ آپ بہت خوبیوں کے مالک، ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ ایک بہن اور چار بھائی شامل ہیں۔ آپ مکرم ذیشان محمود صاحب (مربی سلسلہ و استاد مجلس نصرت جہاں سیر الیون) کے چھوٹے بھائی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان Weekly BADAR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 18 june - 2026 Issue. 25

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 99153 79255
e-mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

خلاصہ خطبہ جمعہ

جود وسخا کی روشنی میں آنحضورﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کا دل آویز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 12/جون 2026ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

تشہد، تعوذ، سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۷۵ اور سورۃ الذّاریات کی آیت ۵۲ کی تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا:

پہلی آیت جو مَیں نے پڑھی ہے وہ سورۃ البقرہ کی ہے جس کا ترجمہ ہے کہ جو لوگ اپنے مال رات اور دن پوشیدہ بھی اور ظاہر بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں ان کے لیے اُن کے ربّ کے پاس اُن کا اجر محفوظ ہے اور نہ تو انہیں کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

دوسری آیت سورۃ الذّاریات کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور اُن کے مالوں میں مانگنے والوں کا بھی حق تھا اور جو مانگ نہیں سکتے اُن کا بھی حق تھا۔

آج مَیں آنحضرت ﷺ کے جود وسخا کے پاک نمونہ کے متعلق کچھ روایات بیان کروں گا۔ ان روایات سے پتا چلتا ہے کہ آپؐ کا اپنا عمل کیا تھا اور آپؐ نے کس طرح بار بار مومنوں کو اس حوالے سے توجہ دلائی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ضرورت مندوں کی ضروریات پورا کرنے کی طرف بہت توجہ دلائی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی اس طرف نہ صرف اپنے ارشادات سے بلکہ اپنے عملی نمونے سے بھی بہت توجہ دلائی ہے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ ان دعائیہ کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے کہ اے اللہ! مَیں بخل سے، سستی سے، بدترین عمر سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اسی طرح اس حوالے سے یہ دعا بھی مذکور ہے کہ

اے اللہ! مَیں تیری پناہ لیتا ہوں فکر اور غم سے، عاجزی اور سستی سے اور بزدلی اور کنجوسی سے اور قرضے کے زیادہ ہونے سے اور لوگوں کے غلبے سے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے متعلق آپؐ نے یہ نصیحت فرمائی ہے کہ تھیلی کا منہ باندھ کر نہ رکھا کرو ورنہ تم سے روک لیا جائے گا۔

فرمایا:

گنتے نہ رہا کرو، ورنہ اللہ بھی گِن گِن کر دے گا۔

فرمایا: سخاوت کرنے والا اللہ کے قریب ہے، جنت کے قریب ہے لوگوں کے قریب ہے اور آگ سے دُور ہے۔ جبکہ بخیل اللہ سے جنت سے لوگوں سے دُور ہے لیکن آگ کے نزدیک ہے۔ جنت میں دھوکا باز، بخیل اور احسان جتانے والا داخل نہ ہوگا۔ مومن سادہ لوح اور سخی ہوتا ہے جبکہ فاجر دھوکا دینے والا اور رذیل ہے۔

ایک موقع پر نصیحت کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا کہ اے ابنِ آدم! تیرا اپنی ضرورت سے زائد مال خرچ کرنا تیرے لیے بہتر ہے۔ تیرا اس کو روک رکھنا تیرے لیے برا ہے، بقدرِ ضرورت روک رکھنے پر ملامت نہیں کی جائے گی۔ تُو اس سے شروع کر جس کی پرورش تیرے ذمہ ہے۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

ایک دفعہ آنحضور ﷺ حضرت بلالؓ کے پاس تشریف لائے ان کے پاس کھجور کی ایک ڈھیری جمع تھی جو انہوں نے نبی ﷺ اور آپؐ کے مہمانوں کے لیے جمع کر رکھی تھی۔ آنحضور ﷺ نے حضرت بلالؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا تم اس سے نہیں ڈرتے کہ اس ذخیرے پر جہنم کی گرم لپیٹ آ پہنچے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے بلال! خرچ کرتے چلے جاؤ۔ خدائے ذوالعرش کے ہوتے ہوئے فقر و فاقہ سے مت ڈرو۔

ایک موقعے پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ

مَیں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں دینے والا تو اللہ ہے۔

جود وسخا کی صفت آپؐ میں بعثت سے قبل بھی پائی جاتی تھی، جس کی گواہی ہم حضرت خدیجہؓ کے اس بیان میں پڑھتے ہیں جو پہلی وحی کے موقعے پر انہوں نے دی تھی۔

آپؓ نے فرمایا تھا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ بخدا! اللہ آپؐ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں، عاجز کا بوجھ اٹھاتے ہیں، وہ نیکیاں کرتے ہیں جو معدوم ہو چکی ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حقیقی مصائب میں مدد کرتے ہیں۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ دو عادتیں مومن میں نہیں ہو سکتیں ایک بخل اور دوسری بد خُلقی۔ فرمایا ظلم سے بچو...... بخل اور حرص سے بچو یقیناً بخل نے تم سے پہلوں کو ہلاک کیا تھا۔ کسی بندے کے دل میں حرص و بخل اور ایمان اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین تھے، لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے، لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر تھے۔

آپؐ نے فرمایا کہ اللہ سب سخاوت کرنے والوں سے زیادہ سخاوت کرنے والا ہے اور مَیں بنی آدم میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والا ہوں۔

روایات میں مذکور ہے کہ آنحضور ﷺ رمضان میں بہت زیادہ سخاوت فرمایا کرتے اور خیر و بھلائی میں آپؐ تیز آندھی سے بھی زیادہ تیز ہو جایا کرتے۔ آپؐ فرماتے تھے کہ اگر میرے پاس تہامہ کے پہاڑوں کے برابر سونا ہوتا تو مَیں وہ سب تم میں تقسیم کر دیتا اور تم مجھے جھوٹا یا بخیل نہیں پاؤ گے۔ فرمایا کہ مَیں پسند نہیں کرتا کہ میرے پاس اُحد پہاڑ جتنا سونا ہو اور تیسری رات گزر جائے کہ اُس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس بچ جائے، سوائے اُس کے جو مَیں نے قرض ادا کرنے کے لیے رکھ چھوڑا ہو۔ فرمایا: جو بہت مالدار ہیں اور ضرورت مندوں پر خرچ نہیں کرتے وہی قیامت کے دن بہت نادار ہوں گے۔

ایک شخص نے آنحضور ﷺ سے دو پہاڑوں کے درمیان جتنی بھی بکریاں تھیں سب مانگ لیں۔ آپؐ نے اسے وہ سب عطا فرما دیں۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا کہ اے میری قوم! ایمان لے آؤ! خدا کی قَسم! محمد (ﷺ) تو اتنا دیتے ہیں کہ غربت کا ڈر نہیں رہتا۔

بعض اوقات کوئی شخص صرف دنیا کی خاطر بھی اسلام قبول کرتا تو اسے اسلام دنیا و مافیہا سے بڑھ کر محبوب ہو جاتا۔

آنحضور ﷺ آنے والے کل کے لیے کوئی شئے بچا کر نہ رکھتے۔ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور جلدی سے گھر تشریف لے گئے اور پھر باہر تشریف لائے۔ پوچھنے پر فرمایا کہ مَیں صدقے کے مال میں سے سونے کا ایک ٹکڑا گھر میں چھوڑ آیا تھا۔ مَیں نے پسند نہ کیا کہ یہ رات بھر میرے پاس موجود رہے اس لیے مَیں نے اسے تقسیم کر دیا۔

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آپؐ کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ مَیں نے سمجھا کہ کسی تکلیف یا درد کی وجہ سے ایسا ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ کیا یہ کسی تکلیف کی وجہ سے ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! بلکہ اُن سات دیناروں کی وجہ سے ہے جو ہمارے پاس شام کو آئے تھے اور رات گزر گئی اور ہم نے انہیں خرچ نہیں کیا۔ مَیں انہیں بستر کے کونے میں بھول گیا تھا جب مجھے یاد آیا تو مجھے سخت تکلیف ہوئی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی یہ حالت تھی کہ آپ کے پاس جو کچھ ہوتا وہ سخاوت کر دیا کرتے تھے۔

آنحضورؐ بہت حیا والے تھے۔ جب بھی آپؐ سے کچھ مانگا جاتا آپؐ عطا فرما دیتے۔ آپؐ عطا کرنے کے لحاظ سے سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔

ایک دفعہ آپؐ کے پاس ستّر ہزار درہم آئے۔ یہ مال ایک چٹائی پر رکھا گیا۔ آپؐ یہ مال تقسیم کرنے کے لیے کھڑے ہوئے کوئی سوالی ایسا نہ آیا جسے آپؐ نے خالی ہاتھ واپس کیا ہو یہاں تک کہ آپؐ نے سارا مال تقسیم فرما دیا۔

☆......☆......☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad